تشحیذ الاذہان

صلح 1356 ہش جنوری 1977ء

Digitized by khalafat Library Rabwah

175

مسجد ناصر گوٹن برگ

قیمت سالانہ 10 روپے
فی پرچہ 1 روپیہ

ایڈیٹر
شفیق قیصر

Digitized by khalafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

جسے بڑے بھی پورے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں

ماہنامہ

تشحیذ الاذہان

ربوہ

جلد ۲۰ ○ ایڈیٹر: محمد شفیق قیصر

نمبر ۱

نائبین: — نصیر احمد قمر، عبدالسمیع خان

جنوری سنہ ۱۹۷۷ء ● صلح ۱۳۵۶ ہش

● پبلشر: محمد شفیق قیصر ● پرنٹر: سید عبدالحیی

● مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ● مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ تشحیذ الاذہان دارالصدر جنوبی ربوہ

چندہ سالانہ — قیمت فی پرچہ

دس روپے — ایک روپیہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

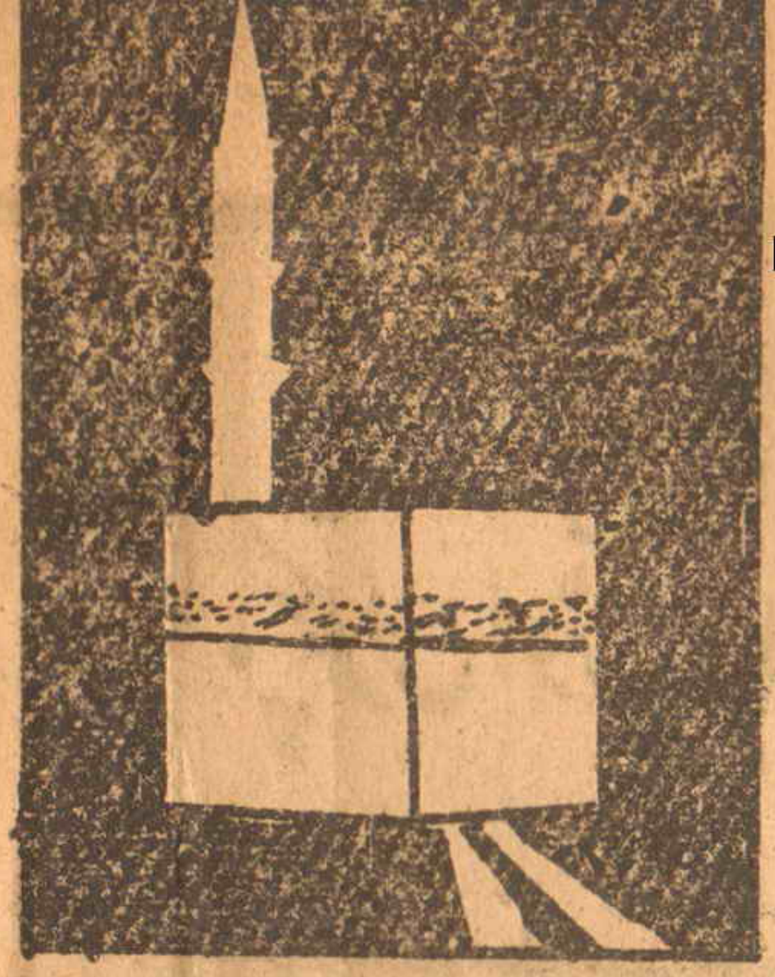

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ

"اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" (البقرہ)

(ترجمہ:) (تم) نماز قائم کرو!

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

"نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو۔ مگر نماز کو ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کے شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے۔ جو اسے منحوس کہتے ہیں۔ ان کے اندر خود زہر ہے جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے۔ ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا ـــــ یہ دین کو درست کرتی ہے۔ اخلاق کو درست کرتی ہے۔ دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔ لذات جسمانی کے لئے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اس سے ملتا ہے قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے"

(البدر جلد ۳ نمبر ۱۰ ۸ مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۶)

Digitized by khalafat Library Rabwah

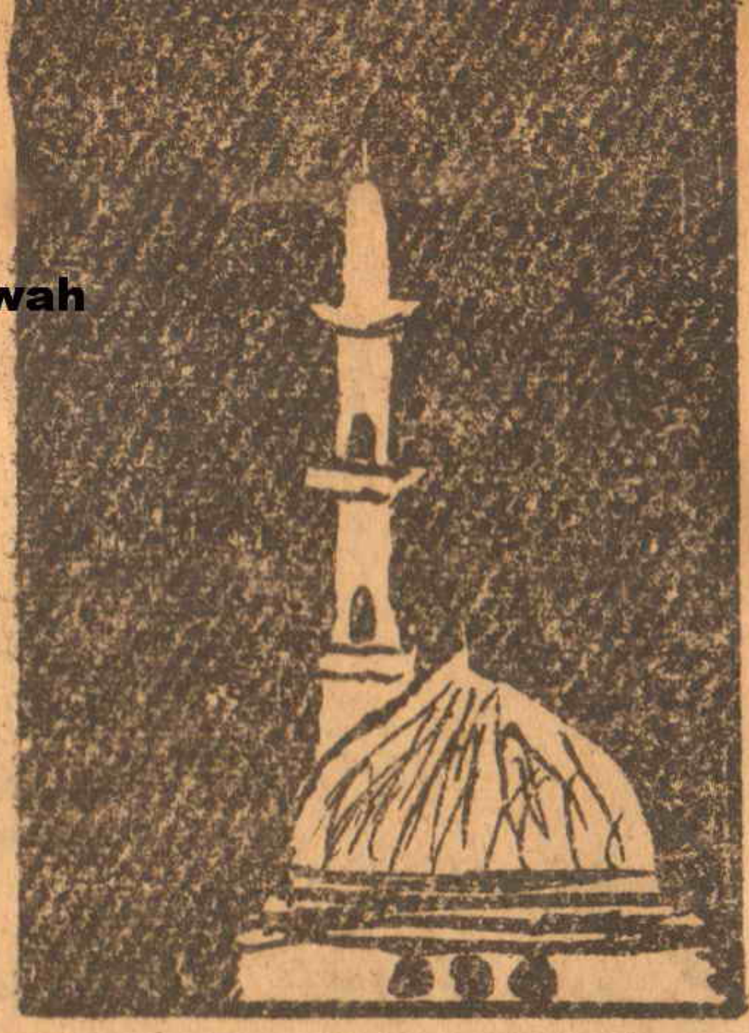

قَالَ الرَّسُوْل صلّی اللہ علیہ وسلّم

"مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ" (بخاری)

ترجمہ: یہ کیسے لوگ ہیں کہ نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا کرتے ہیں؟

تشریح:-

ابتدائے اسلام میں ایک مدت تک یہ حالت تھی کہ نماز پڑھنے میں کوئی کام یاد آجاتا تو کسی سے کہہ دیتے۔ یا کوئی سلام کرتا تو نماز ہی میں جواب دیتے۔ پاس پاس کے آدمی نماز میں باہم باتیں کیا کرتے۔

جب مہاجرینِ حبش سنہ ۶ھ میں واپس آکر رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول تھے۔ معمول کے موافق لوگوں نے سلام کیا۔ لیکن جواب نہیں ملا۔ نماز کے بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ:-

"خدا نے اب حکم دیا ہے کہ نماز میں باتیں نہ کرو!"

چنانچہ اس وقت سے نماز کے دوران میں بات چیت کرنا یا سلام کا جواب دینا بالکل منع ہو گیا ——— نماز، تسبیح و تحمید اور ذکرِ الٰہی پر مشتمل ایک عبادت ہے۔ اس وقت نمازی خدا تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر اس سے ہمکلام ہوتا ہے ایسے وقت میں کسی اور سے باتیں کرنا یا کسی اور طرف توجہ کرنا بالکل مناسب نہیں بلکہ یہ تو خدا تعالیٰ کی شان میں گستاخی کے مترادف ہے۔

پس ہمیں چاہیئے کہ نماز میں اپنی تمام تر توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رکھیں اس کے علاوہ کسی دوسری شے کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے (آمین!)

Digitized by khalafat Library Rabwah

اداریہ

سالِ نو

تشحیذی بھائیو اور بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب ہم نئے سال میں داخل ہو رہے ہیں۔ خدا کرے کہ یہ سال ہم سب کے لئے، ہمارے وطن کے لئے، اسلام و احمدیت کے لئے۔ تمام بنی نوع انسان اور دنیا جہان کے لئے امن و سلامتی اور خیر و برکت کا سال ہو ——— ہم سب صحت و عافیت کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت و امان میں رہیں۔ ذہنی، جسمانی، اخلاقی اور روحانی ہر میدان میں پہلے سے زیادہ ترقی کریں۔ اس کا ہر آنے والا دن ہمارے لئے حقیقی خوشی کے سامان کرنے والا ہو ——— اس سال کا ہر روز، روزِ عید اور ہر شب، شبِ معراج ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلنے والے اور اس کا قرب پانے والے ہوں۔ کہ یہی ہمارا مقصود و مطلوب ہے (آمین ثم آمین!)

عزیز بچو! نئے سال کی ابتداء میں میں آپ سے صرف یہی کہوں گا کہ آپ اس یقین پر قائم ہو جائیں کہ اسلام کا عالمگیر غلبہ خدا تعالیٰ نے تمہارے ہاتھوں مقدر کر رکھا ہے ——— پس اس عظیم مقصد کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو اور اس کے حصول کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دیتے چلے جاؤ۔ تم اپنے آپ کو معمولی اور حقیر مت خیال کرو اور نہ ہی اپنے آپ کو بیکار اور ناکارہ سمجھو کیونکہ تم خدا تعالیٰ کی فوج کے وہ سپاہی ہو جنہوں نے ساری دنیا میں اسلام کا جھنڈا گاڑنا ہے اور دنیا کو دہریت اور شرک کی ظلمات سے نکال کر الٰہی نور سے منور کرنا ہے۔ تم محبوب خدا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہو اور اس مسیح و مہدی کی جماعت ہو جس کی آمد کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی اور جس کے بارہ میں فرمایا تھا کہ اگر تم اسے ملو تو میرا سلام اسے پہنچانا ——— پس اپنے مرتبہ و مقام کو پہچانو اور ایسے امور سے جو اس مقام سے محروم کرنے کا باعث ہو سکتے ہیں۔ ہمیشہ بچتے رہو۔ خلافت کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ قرآن سے بے حد پیار کرو کہ تمام بھلائیوں کا منبع اور سرچشمہ یہی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے عاجزانہ دعائیں کرو کہ وہ ہمیں اپنے مقصد میں کامیاب کرے اور جو ذمہ داریاں اس نے ہمارے سپرد کی ہیں۔ انہیں احسن طور پر نباہنے کی توفیق عطا کرے۔ (آمین!)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آج سے قریباً اکاون سال قبل ۲۸ دسمبر ۱۹۲۵ء

Digitized by khalafat Library Rabwah

کو جماعت سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:—

"آپ لوگ اپنی غربت اور کمزوری کا خیال نہ کریں۔ وہ شخص جو یہ سمجھتا ہے کہ ہم اپنی غربت اور کمزوری کی وجہ سے کامیاب نہ ہوں گے وہ مشرک ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ سلسلہ کا کام اس نے کرنا ہے۔ پھر جو شخص اپنے آپ کو ناکارہ سمجھتا ہے وہ خدا تعالیٰ پر الزام لگاتا ہے کہ اس علیم ہستی نے دنیا کو فتح کرنے کے لئے یہ ناکارہ ہتھیار چنا..... جس کو خدا تعالیٰ نے سلسلہ کی خدمت کے لئے چنا وہ ناکارہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ وہ کام کا انسان ہے اور جسے خدا تعالیٰ چنتا ہے وہ ذلیل نہیں ہوتا بلکہ وہی معزز ہے ..... ہمیں اپنے بچوں کی صحت کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ اس وقت جو بوجھ ہمارے کندھوں پر ہے اس سے ہزار گنے زیادہ بوجھ ان کے کندھوں پر ہوگا۔ پس ہماری آئندہ پیدا ہونے والی نسلیں دیکھیں گی کہ دنیا کی زبردست طاقتیں اور قومیں یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گی۔ کہ اب احمدیت کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ مگر خدا تعالیٰ اسی پر راضی نہ ہوگا۔ وہ جماعت کو اور بڑھاتا جائے گا۔ جب تک لوگ یہ نہ کہہ اٹھیں کہ دنیا میں احمدیت ہی ایک مذہب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانہ میں جبکہ آپ کے ساتھ ایک بھی آدمی نہ تھا۔ فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تمہاری جماعت اس قدر ترقی کرے گی کہ باقی اقوام دنیا کی اس طرح رہ جائیں گی۔ جس طرح آج کل پرانی خانہ بدوش قومیں ہیں۔ پس کچھ لوگ آج مانیں گے۔ کچھ کل، کچھ پرسوں، اسی طرح روز بروز اور دن بدن جماعت بڑھتی جائیگی اور ساعت بساعت اس کی قوت ترقی کرتی جائے گی۔ غریب، امیر، عام انسان و خواص و بادشاہ اور رعایا حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے گی۔ یہاں تک کہ ساری دنیا میں یہی سلسلہ رہ جائے گا۔ اور باقی مذاہب اس کے مقابلہ میں اسی طرح غائب ہو جائیں گے۔ جس طرح سورج کے سامنے ماند پڑ جاتے ہیں۔

یہ خدا تعالیٰ کی فرمائی ہوئی باتیں ہیں جو پوری ہو کر رہیں گی۔ پس دنیا کی بڑی سے بڑی روکیں۔ ہمارے ایمانوں کو متزلزل نہیں کر سکتیں اور ہم لوگوں کی مخالفت سے مایوس نہیں ہو سکتے.....

بے شک ہم کمزور ہیں۔ ہمارے پاس ظاہری سامان نہیں۔ ہم میں طاقت نہیں لیکن دنیا کو ہم نے فتح نہیں کرنا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے کرنا ہے اور اس کو سب طاقتیں حاصل ہیں۔"

(منہاج الطالبین)

Digitized by khalafat Library Rabwah

جواہر پارے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

"آج دنیا میں ایک ہی صداقت ہے اور ایک ہی بنیادی حقیقت ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام ساری دنیا پر غالب آئے گا ——— اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ تمام انسانوں کو ایک جھنڈے تلے جمع کر دیا جائے گا۔ یہ جھنڈا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہے۔ تمام بنی نوع انسان کو خواہ وہ دنیا کے کسی دور دراز خطہ میں رہائش پذیر کیوں نہ ہوں۔ ایک ہاتھ پر جمع کر دیا جائے گا۔ یہ ہاتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہے۔ جس کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہاتھ نہیں، یہ میرا ہاتھ ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس ہاتھ کا اثر، اس کی قوتِ قدسیہ اور اس کی طاقت، اب بھی ویسے ہی ظاہر ہوگی جیسے قرونِ اولیٰ میں ظاہر ہوتی تھی۔

یہ بنیادی صداقت اور یہ بشارت ہم سے (جو احمدیت کی طرف منسوب ہونے والے ہیں) قربانی چاہتی ہے۔ وہی قربانی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اور اولاد نے خدا کے حضور پیش کی تھی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی بیٹوں اور فرزندوں سے بھی اس قربانی کا مطالبہ کیا جاتا ہے ——— اس قربانی کے لئے آپ تیار ہو جائیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے وارث بنیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی قربانیوں کے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے!"

(آمین!)

("الفضل" - ۲۶ نومبر ۱۹۷۶ء)

Digitized by khalafat Library Rabwah

مجلس اطفال الاحمدیہ عزیز آباد کی طرف سے

نئے سال کا تحفہ

(جیبی کیلنڈر ۱۹۷۷ء)

مئی - اکتوبر	6
نومبر	9
جون	10
اپریل - ستمبر - دسمبر	11
جنوری ، جولائی	12
فروری - مارچ - اگست	15

اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ
0	1	2	3	4	5	6

طریقہ استعمال

سن ۱۹۷۷ء کے جس مہینے کی جو تاریخ معلوم کرنی ہو اس تاریخ کو اس مہینے کے آگے لکھے ہوئے ہندسے میں جمع کریں۔ جو جواب آئے اسے سات پر تقسیم کریں۔ جو باقی بچے۔ اسے دنوں کے خانے میں دیکھ لیں۔ اس تاریخ کو وہی دن ہوگا۔

مثلاً آپ 23 مارچ 1977ء کا دن معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ مارچ کے مہینے کے آگے پندرہ کا ہندسہ لکھا ہوا ہے۔ تیئیس اور پندرہ جمع کردیں۔ (23 + 15 = 38) جواب 38 آیا۔ اب اڑھتیس کو سات پر تقسیم کردیں تو باقی 3 بچے گا۔ تین کو دن کے خانے میں دیکھیں۔ وہاں بدھ لکھا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ 23 مارچ 1977ء کو بدھ ہے۔

(منور احمد طاہر۔ نائب ناظم الاطفال۔ مجلس عزیز آباد۔ کراچی)

Digitized by khalafat Library Rabwah

دریا کے کنارے ربوہ میں

محترم احسن اسمٰعیل صدیقی صاحب گوجرہ

کُہسار کے دامن میں بستے ہیں۔ نُور کے دھارے بہتے ہیں
ظُلمت کی گھٹائیں چھائی ہیں۔ اِسلام کے رُوئے تاباں پر
سرسبز بھی ہے شاداب بھی ہے عرفان کی نہریں بہتی ہیں
دشمن کا ہیں اب کیا ڈر ہے، دشمن کی بھلا کیا طاقت ہے
اِس خاک کے ذرّے ذرّے میں اعجازِ مسیحائی دیکھا
توحید کی باتیں کرتے ہیں، محبُوبِ خُدا پر مرتے ہیں
اسلام کی شمعِ روشن پر اک دُنیا کھنچتی آتی ہے
وہ شانِ خلافت کیا کہیئے وہ عزمِ اطاعت کیا کہیئے

عرفان کی بارش ہوتی ہے دریا کے کنارے ربوہ میں
ایسے میں بھی لیکن رخشاں ہیں کچھ چاند ستارے ربوہ میں
اور دیکھنے والے دیکھتے ہیں جنّت کے نظارے ربوہ میں
ہم دیوانے تو رہتے ہیں اللہ کے سہارے ربوہ میں
بستے ہیں مسیحؑ و مہدیؑ کے کچھ راج دُلارے ربوہ میں
یہ کوئی فرشتے ہیں یارب! جو تُو نے اُتارے ربوہ میں
پروانوں کی صُورت گرتے ہیں، کیا عشق کے مارے ربوہ میں
اب یاد انہیں کی آتی ہے چند دن جو گزارے ربوہ میں

جی چاہتا ہے پھر لوٹ چلوں، شاید مری بگڑی بن جائے
سُنتا ہوں کہ احسنؔ رہتے ہیں اللہ کے پیارے ربوہ میں

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کا

بچوں سے حسنِ سلوک

محمد جمیل الدین احمد ــــ گوٹلی (آزاد کشمیر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زندگی کے ہر شعبہ میں آقائے نامدار فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کی اور اسی سرچشمۂ روحانیت و اخلاق سے فیض یاب ہو کر اللہ تعالیٰ کے ہاں دینِ مصطفیٰ کی تجدید کے لئے چنے گئے اور مہدیت و نبوت کے اعلیٰ روحانی مقام پائے۔ لامحالہ اخلاق و معاشرت کے ہر پہلو سے آپؑ کی ذات حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوصافِ حمیدہ کی مظہر تھی۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن اخلاق منعکس ہوتے تھے۔ جس طرح سورج کی روشنی چاند پر پڑتی ہے اور چاند روشن نظر آتا ہے۔

جہاں تک آپ کے بچوں سے سلوک کا تعلق ہے۔ اپنی عمر کے ہر حصّہ میں آپ کا بچوں سے انتہائی مشفقانہ اور محسنانہ سلوک رہا۔ اور آپ کی شفقت و محبت سے آپ کی اپنی اولاد کے علاوہ باقی جماعت کے بلکہ غیر از جماعت بچے بھی وافر حصہ پاکر مستفید ہوئے۔ آپ ہمیشہ ان کی فلاح و بہبود کا خیال رکھتے اور ان کی بھلائی کی ترغیب و تحریک فرماتے تھے۔

بچپن سے ہی جس طرح آپؑ کے اپنے دل میں خدا کی محبت موجزن تھی اور اس کی عبادت کو اپنا شیوہ بنانے کا شوق تھا۔ اسی

Digitized by khalafat Library Rabwah

طرح لطیف انداز سے دوسرے بچوں کو بھی خدا کی طرف مائل کرکے اس سے دعا کرنے کی ترغیب فرماتے تھے۔ آپؑ بچپن میں اپنی ایک ہم عمر لڑکی جس سے بعد میں آپؑ کی شادی بھی ہو گئی۔ سے فرمایا کرتے تھے:۔

"نامراد سے دعا کر کہ خدا میرے
نماز نصیب کرے۔"

بڑے ہو کر آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے نہایت صالح اولاد بخشی۔ آپ اپنے تمام بچوں سے انتہائی محبت رکھتے تھے اور اولادِ مبشرہ ہونے کے باوجود آپ ہمیشہ ان کی دینی اور دنیوی ترقیات کے لئے دعا فرماتے تھے چنانچہ جب آپ کے سب سے بڑے فرزندِ ارجمند حضرت محمود مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے قرآن ختم کیا تو حضرت اقدسؑ کو انتہائی مسرت ہوئی۔ اس خوشی کے موقع پر آپؑ نے بڑے التزام سے ایک آمین بنا کر تیار کی اور پڑھائی جو انتہائی سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی دعاؤں کا مجموعہ اور اپنی اولاد کے لئے حضورؑ کے دلی جذبات کی آئینہ دار ہے۔ اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:۔

"لخت جگر ہے میرا محمود بندہ میرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور سر سے اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
تیرا بشیر احمد، تیرا شریف احمد
کر فضل سب پہ یکسر رحمت سے کر معطر
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی"[1]

حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ جنہیں ایک لمبا عرصہ حضورِ اقدسؑ کی بابرکت اور فیض رساں صحبت میں رہنے اور قریب سے آپؑ کو دیکھ کر آپؑ کے اندرونی و بیرونی اخلاق و معاملات سے واقف ہونے کا شرف حاصل ہوا لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضورؑ کی بیٹی عصمت لدھیانہ میں بیمار ہوئی تو ان کے علاج معالجہ کے لئے حضورؑ اس قدر دوا دعا کرتے تھے گویا آپ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔[2]

حضورؑ کے حلم اور حوصلہ و تحمل کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ آپؑ حسبِ معمول کمرے کا دروازہ بند کر کے کچھ لکھ رہے تھے کہ ایک بچے نے دروازہ کھٹکھٹایا اور بولا۔ "ابا یا اکھول!" حضورؑ نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ بچہ اندر آیا اور ادھر ادھر جھانک تانک کر واپس چلا گیا۔ آپؑ نے دروازہ

---

[1] "سیرت مسیح موعود علیہ السلام" مصنفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعودؓ۔ صفحہ ۱۱

[2] "تاریخ احمدیت" جلد دوم صفحہ ۲۲۲ مولفہ مولوی دوست محمد صاحب شاہد [3] "سیرت مسیح موعودؑ" مصنفہ حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ بار چہارم صفحہ ۱۵۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

بند کیا اور پھر لکھنے میں مصروف ہو گئے چند منٹ بعد بچہ پھر آیا اور اسی طرح پکارا "ابا ابو اکھول" حضورؑ اقدس نے پھر دروازہ کھولا مگر بچہ پھر کمرہ میں ادھر ادھر دیکھ کر کچھ بڑبڑایا اور واپس چلا گیا۔ حضورؑ نے اس سے کچھ نہ پوچھا حضرت مولوی عبدالکریم رضؓ لکھتے ہیں کہ کوئی بیس دفعہ ایسا ہوا ہر بار حضورِ اقدسؑ نہایت تحمل سے اور ہشاش بشاش اٹھ کر دروازہ کھولتے مگر ایک دفعہ بھی آپ کے منہ سے زجر و توبیخ کا کوئی کلمہ نہ نکلا۔[1]

بچے خواہ کتنی ہی شوخی کرتے۔ بے جا تنگ کرتے اور ضد اور اصرار کرتے۔ حضرت صاحبؑ نہ بچوں کو مارتے اور نہ ہی جھڑکتے۔ حضرت مولوی عبدالکریم رضؓ لکھتے ہیں کہ :-

"ایک دفعہ جب محمودؓ (مصلح موعودؓ) ابھی تین برس کے تھے زنانہ مردانہ میں دیوار حائل تھی۔ آدھی رات کے وقت میں جاگا تو بچے کے رونے کی اور حضرت اقدسؑ کے بہلانے کی آواز آتی تھی۔ آپ بچے کو گود میں لئے ادھر ادھر گھومتے پھرتے تھے مگر بچہ چپ نہ ہوتا تھا۔ حضورؑ نے ادھر ادھر کی باتوں میں کافی بہلایا مگر بچہ روتے روتے تھک کر خود ہی آخر چپ گیا۔ لیکن اس سارے عرصہ میں حضرت اقدسؑ کے منہ سے سختی اور خفگی کا ایک کلمہ بھی نہ نکلا۔"[2]

حضرت اقدسؑ کے تحمل اور حلم کا ایک اور واقعہ ہے کہ آپؑ نے محنت شاقہ سے کسی قیمتی مضمون کے مسودات تیار کئے۔ پاس بچے کھیل رہے تھے۔ آپ لکھنے میں مصروف تھے کہ مصلح موعودؓ نے کھیلتے کھیلتے مسودات کو آگ لگا دی۔ کچھ دیر بعد آپؑ کو مسودات کی ضرورت پڑی ادھر تلاش کی۔ پتہ چلا کہ مسودات چھوٹے میاںؓ نے جلا دیئے ہیں۔ سب انگشت بدنداں تھے کہ اب کیا ہوگا۔ مگر حضورؑ سے غصہ کے کوئی آثار ظاہر نہ ہوئے۔ بلکہ مسودات کے جلنے میں خدا کی مصلحت جانی اور مضمون دوبارہ لکھ دیا۔[3]

حضرت مسیح موعودؑ اپنے بچوں کی مباح خواہشات کا بھی احترام کرتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریمؓ اپنا چشم دید واقعہ لکھتے ہیں کہ جاڑے

---

[1] "سیرت مسیح موعودؑ" مصنفہ مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ بار چہارم۔ صفحہ ۱۹۔ ۲۰

[2] "سیرت مسیح موعودؑ" مصنفہ مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ بار چہارم۔ صفحہ ۲۱۔ ۲۲

[3] "سیرت مسیح موعودؑ" مصنفہ مولوی عبدالکریم سیالکوٹیؓ بار چہارم۔ صفحہ ۹

Digitized by khalafat Library Rabwah

کے موسم میں محمود رضؓ نے حضرت اقدسؑ کی واسکٹ کی جیب میں اینٹ کا ایک ٹکڑا ڈال دیا۔ جب لیٹیں وہ اینٹ حضورؑ کو چبھے۔ ایک دن آپؑ نے فرمایا۔

"حامد علی چند روز سے ہماری پسلی میں درد ہے۔ معلوم ہوتا ہے کچھ چبھتا ہے۔"

حامد علی نے آپؑ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرا۔ ہاتھ اینٹ کے ساتھ جا لگا۔ جھٹ نکال کر عرض کی۔ یہ اینٹ آپ کو چبھتی ہے۔ حضورؑ نے فرمایا:۔

"اوہو چند دن ہوئے محمودؓ نے میری جیب میں ڈالی تھی اور کہا تھا اسے نکالنا نہیں میں کھیلوں گا۔"[1]

حضرت اقدسؑ بچوں کو بہلانے اور تفریح کے لئے کہانیاں سننا اور سنانا بھی جائز سمجھتے تھے حضرت مولوی عبدالکریمؓ لکھتے ہیں کہ بارہا میں نے دیکھا کہ اپنے اور دوسرے بچے آپؑ کی چارپائی پر بیٹھے ہیں۔ آپ کو مضطر کر کے پائنتی پر بیٹھنے پر مجبور کر دیتے ہیں اور کبھی کبھی لیٹے لیٹے ٹک، ٹوے اور چڑیا کی کہانی سنا رہے ہیں گھنٹوں تک کہانیاں سنائے جا رہے ہیں اور حضرتؑ بڑے مزے سے سنے جا رہے ہیں۔ گویا کوئی مثنوی ملا رومؒ سنا رہا ہے۔[2]

ایک دفعہ کسی بیمار بچے نے کسی سے کہانی کی فرمائش کی۔ اس نے جواب دیا۔ "ہم کہانی سنانا گناہ سمجھتے ہیں"۔ حضورؑ نے فرمایا:۔

"گناہ نہیں۔ کیونکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم بھی کبھی کبھی کوئی مذاق کی بات کیا کرتے تھے اور بچوں کو بہلانے کے لئے اس کو روا سمجھتے تھے۔"[3]

اپنی اولاد کے علاوہ دوسرے بچوں کے لئے بھی حضورؑ ایک شفقت بھرا دل رکھتے تھے۔ ان کی عزتِ نفس اور جذبات و احساسات کا احترام کرتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریمؓ لکھتے ہیں کہ آپؑ کے گھر میں گاؤں کے بہت ہی گمنام پست ہمت اور وضیع حضرات جو لاہور کے رؤسا کی خدمت کرتے تھے وہ بیسیوں روپوں کا سودا سلف لاتے تھے۔ بسا اوقات لاہور سے ضروری اشیاء لے آتے تھے۔ حضورؑ ایسا قلبِ مطہر رکھتے تھے کہ کبھی نہ تجسس کرتے تھے۔ نہ باز پرس، نہ ہی سختی اور گرفت فرمائی۔[4]

حضرت اقدسؑ کے نزدیک بچوں کو بہت بلند مقام حاصل تھا۔ اور بچوں کی تعلیم و تربیت کو نہایت اہم تصور فرما کر اسے اپنے مشن کی تکمیل

---

[1] سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ مولوی عبدالکریمؓ بار چہارم ص۲۵

[2] " " " " " ص۲۱

[3] روحانی خزائن۔ جلد ہشتم ص۴۱۴

[4] سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ مولوی عبدالکریمؓ بار چہارم ص۱۵

Digitized by khalafat Library Rabwah

کا ذریعہ بنانا پسند فرمایا۔ چنانچہ اس زمانہ کے طوفانِ ضلالت میں اسلامی ذریت کو غیر مذاہب کے وساوس سے بچانے کے لئے قادیان میں مدرسہ احمدیہ جاری فرمایا۔ آپ نے فرمایا:۔

"میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بچوں کی تعلیم کے ذریعے اسلامی تعلیم کو دور تک پھیلاؤں۔" [1]

حضورِ اقدسؑ نے عام مسلمانوں کو بھی بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر مسلمان پورے طور پر اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہ دیں گے تو میری بات سن رکھیں کہ ایک وقت ان کے ہاتھ سے بچے بھی جاتے رہیں گے۔" [2]

اگرچہ تربیت و تادیب کے لئے حضورِ اقدسؑ بچوں کو تنبیہ کرنا بھی ضروری سمجھتے تھے جیسا کہ فرمایا:۔

"اگر اس وقت ان کو شرارتوں سے منع نہ کیا جائے تو بڑے ہو کر انجام اچھا نہ ہوگا۔ بچپن میں اگر بچے کو کچھ تادیب کی جائے تو وہ اس کو خوب یاد رہتی ہے۔ کیونکہ اس وقت حافظہ قوی ہوتا ہے۔" [3]

لیکن حضورؑ بچوں کو سزا دینے کے سخت خلاف تھے اور اسے شرک سمجھتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بزرگ نے ایک دفعہ اپنے لڑکے کو مارا۔ حضرتؑ بہت متاثر ہوئے اور انھیں بلا کر درد انگیز تقریر فرمائی اور فرمایا:۔

"میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں شامل ہے۔ گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت و ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔"

مزید فرمایا:۔

"مغلوب الغضب، سبک سر اور طائش العقل کو سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔ کاش کہ دعا میں لگ جائیں کیونکہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔" [4]

---

[1] تاریخ احمدیت جلد سوم صـ۲، رسالہ تعلیم الاسلام جلد اول نمبر ۶ صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۲۔

[2] تاریخ احمدیت جلد سوم صـ۴

[3] روحانی خزائن جلد ہشتم صـ۴۱۵

[4] سیرت مسیح موعود مصنفہ مولوی عبدالکریم بار چہارم صـ۲۲

Digitized by khalafat Library Rabwah

پھر حضورؒ نے فرمایا:-

"ہدایت اور تربیت حقیقی خدا کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرتا۔ ایک امر پر اصرار کرتا۔ بات بات پر بچوں کو روکنا ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں ..... یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے۔"

آپؒ نے زبانی بھی اور تحریری بھی ارشاد فرمایا کہ:-

"مدرسہ میں جو استاد مار پیٹ کی عادت رکھتا ہو اور اس نامزا فعل سے باز نہ آتا ہو اسے یک لخت موقوف کر دو۔"

فرمایا:-

"ہم تو بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں"

سبحان اللہ! کیا ہی پر شفقت اور نرم قلب حضرت مسیح موعودؑ کو ملا۔ دراصل خدا ہی ان قلوب مطہرہ کی حقیقت کو جانتا ہے۔ جسے اس نے اپنے خاص حکمت و ارادہ سے پیدا کیا۔ سچ فرمایا ہے۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔

(یہ مقالہ الحفال و ناصرات الاحمدیہ کے مقابلہ مضمون نویسی ۱۹۷۶ء میں دوم قرار دیا گیا)

لے سیرت مسیح موعودؑ۔ مصنفہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضؓ باردوم صـ ۲۳

التعارفی مقابلہ مضمون نویسی

مجلس الحفال الاحمدیہ عزیز آباد کراچی کی طرف سے الحفال میں مضمون نویسی کا شوق پیدا کرنے کیلئے ایک التعارفی مقابلہ شروع کیا جا رہا ہے جس کے تحت ہر ماہ ایک مقررہ موضوع پر مضمون لکھنا ہوگا اول آنے والا مضمون اور بہترین مضمون لکھنے والوں کے نام تشحیذ میں شائع ہوں گے اور اس کے علاوہ اول آنے والے کو مبلغ دس روپے انعام بھی دیا جائیگا۔

اس ماہ کے لئے موضوع ہے" آپ نے جلسہ سالانہ پر کیا دیکھا؟" مضامین درج ذیل پتہ پر ۲۰ جنوری تک پہنچ جانے چاہئیں۔

پتہ: ناظم الحفال ۱۴/۱۸۹ فیڈرل ایریا۔ کراچی ۳۸

نتیجہ التعارفی مقابلہ ذہنی آزمائش نمبر ۲

بہت سے بچوں نے درست جوابات بھجوائے۔ قرعہ اندازی کے مطابق:-

اوّل:- عزیزم اسرار احمد پراچہ معرفت ابرار احمد پراچہ محلہ احمد پورہ۔ شیخوپورہ

دوم:- عزیزم وسیم احمد معرفت ایم موسیٰ اینڈ سنز سائیکل ڈیلرز اینڈ [illegible] نیلا گنبد۔ لاہور

سردست کے نام بالترتیب ایک سال اور چھ ماہ کیلئے رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا جا رہا ہے۔ (بارک اللہ لکم)

Digitized by khalafat Library Rabwah

انعامی مقابلہ ذہنی آزمائش ۳

اوّل انعام: ایک سال کے لئے ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" کا اجراء

دوم انعام: چھ ماہ " " " "

جوابات بھیجنے کا پتہ: محمد عمر دراز تنویر - کوٹھی نمبر ۵ ڈی بلاک بی - سمن آباد - لاہور

آپ بھی اس مقابلہ میں شرکت فرمائیں۔ جوابات بھجوانے کی آخری تاریخ ۲۵ جنوری ہے

سوالات:-

(۱) شمالی ویت نام کے دارالحکومت کا نام بتایئے؟

(۲) رقبہ کے لحاظ سے دنیا کا سب سے چھوٹا ملک کون سا ہے؟

(۳) دنیا میں ریلوے کا طویل ترین نظام کس ملک کا ہے؟

(۴) ایتھوپیا کا سرکاری مذہب کون سا ہے؟

(۵) کون سے شہر کو "دریاؤں کا شہر" کہا جاتا ہے؟

(۶) بگلے اور کوّے میں سے کون سا پرندہ سیدھا اڑ سکتا ہے؟

(۷) کون سا شہر ہندوؤں کے نزدیک مقدس سمجھا جاتا ہے؟

(۸) انگریزی شاعری کا بانی کس شخص کو مانا جاتا ہے؟

(۹) دنیا میں سب سے تیز رفتار چوپایہ کون سا ہے؟

(۱۰) دنیا کی عظیم ترین صاف پانی کی جھیل کون سی ہے؟

○

جوابات آئندہ شمارہ میں شائع کئے جائیں گے:

Digitized by khalafat Library Rabwah

نتیجہ انعامی مقابلہ ذہنی آزمائش نمبر (۱)

خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سے بچوں نے بڑے ذوق و شوق سے اس مقابلہ میں حصہ لیا اور اکثر بچوں نے صحیح جوابات ارسال کئے۔ اس لئے انعامات کا فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعہ کرنا پڑا۔ اس کے مطابق:-

اوّل: عزیزم سلطان احمد مبشر۔ ربوہ

دوم: عزیزہ طیبہ بشارت منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات

حقدار پائے۔ ہر دو کے نام بالترتیب ایک سال اور چھ ماہ کے لئے رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے یہ انعامات مبارک کرے۔ (آمین!)

آپ بھی اس مقابلہ میں شامل ہوں۔ شاید انعام کے حقدار آپ ہی ہوں۔

جوابات انعامی مقابلہ ذہنی آزمائش نمبر (۲)

۱۔ دنیا کا سب سے بڑا سمندر "بحرالکاہل" ہے جس کا رقبہ چھ کروڑ اڑتیس لاکھ مربع میل ہے۔
۲۔ دنیا کی طویل ترین دیوار "دیوارِ چین" ہے جو ایک ہزار چھ سو چوراسی میل لمبی ہے۔
۳۔ دنیا کا عظیم ترین بیراج "سکھر بیراج" ہے جو پاکستان میں ہے۔
۴۔ سعودی عرب کا دارالحکومت "ریاض" ہے۔
۵۔ "ایفل ٹاور" فرانس کے عظیم شہر "پیرس" میں واقع ہے۔
۶۔ کلورو فل پودوں کو سرسبز رکھتی ہے۔
۷۔ "قاہرہ" آبادی کے لحاظ سے کراچی سے بڑا ہے۔
۸۔ عالم خیال کے مطابق کرسٹوفر کولمبس نے امریکہ دریافت کیا تھا لیکن یہ درست نہیں کیونکہ ایک ہزار سال بعد مسیح میں ایک اور شخص یہاں آیا تھا جس کا نام لیف ایرکسن تھا۔
۹۔ "جارج واشنگٹن" امریکہ کے پہلے صدر تھے۔
۱۰۔ رومن "نیپچون" کو سمندروں کا دیوتا تصور کرتے تھے۔

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

اَلَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ

خالدِ احمدیت

حضرت مولانا جلال الدین شمس رضی اللہ عنہ

جناب طاہر مسعود ثاقب گوجرہ

آج سے کوئی نصف صدی قبل کا ذکر ہے میرٹھ (یو۔پی۔ہندوستان) میں نوچندی کا مشہور میلہ بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا تھا۔ یہ میلہ لگاتار ایک ہفتہ تک رہتا تھا۔ لاکھوں نفوس کا مجمع ہوتا۔ بڑے بڑے راجے، مہاراجے، نواب اور رؤسا اپنے لئے بڑے بڑے شامیانے نصب کرواتے اور لاکھوں روپے ان کی سجاوٹ پر خرچ کرتے۔ ہزاروں دوکانوں پر مشتمل بازار لگتے جن کا سلسلہ میلوں تک چلتا۔ پر رونق بازاروں کی اس زبردست بھیڑ میں ایک متحمل سا نوجوان جس کی عمر بمشکل اٹھارہ سال ہوگی اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ چلا جا رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر ایک شامیانہ پر پڑی۔ قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ آریہ سماج کا جلسہ ہو رہا ہے۔ اسٹیج پر کوئی صاحب زور و شور سے اسلام اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر رہے تھے۔ ایسی تقریر ختم ہی ہوئی تھی کہ یہ منحنی سا جوان اٹھا اور صدر جلسہ سے درخواست کی کہ چونکہ مقرر کا تمام تر زور بیان اسلام اور حضرت خاتم الانبیاء کی تکذیب و توہین پر صرف ہوا ہے۔ اس لئے انصاف کا تقاضا ہے کہ مجھے بھی ان اعتراضات کے جواب کا موقع عطا کیا جائے۔ سامعین میں مسلمان بھی خاصی تعداد میں موجود تھے اور سب اس نوجوان کی جرأت پر حیرانی سے انگشت بدنداں تھے۔ صدر جلسہ نے جواب دیا کہ چونکہ یہ ان کا پرائیویٹ جلسہ ہے۔ اس لئے سوال و جواب کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

نوجوان نے اعلان کیا کہ اگر یہاں اجازت

Digitized by khalafat Library Rabwah

نہیں تو سامنے کھلے میدان میں ہم ان اعتراضات کا جواب دیں گے اور اسلام کی خوبیاں بیان کریں گے اور ہماری طرف سے ہر ایک کو سوال و جواب کی اجازت ہوگی۔

اب مسلمانوں میں بھی بیداری کی لہر دوڑ چکی تھی اور چند منچلے نوجوان قریب ہی ایک نواب صاحب کے کیمپ سے کرسیاں اور میز اٹھانے کے لئے گئے۔ مگر انہیں یہ جواب دے کر مایوس کر دیا گیا کہ ہم نے تو یہ سامان یار دوستوں کے لئے رکھا ہوا ہے۔ اتنے میں کوئی شخص کہیں سے لکڑی کا سٹول لے آیا۔ نوجوان بلا توقف سٹول پر چڑھ کر کھڑا ہو گیا اور تقریر شروع کر دی۔ لوگ کھڑے تھے۔ تقریر کی روانی اور تسلسل ظاہر کر رہا تھا کہ مقرر مضمون پر پوری طرح حاوی ہے۔ پھر کیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے مجمع سُرعت سے بڑھ کر سینکڑوں کی تعداد میں ہو گیا۔ میز اور کرسیاں ان ہی نواب صاحب کے خیمہ سے خود بخود سٹیج کے لئے پہنچا دی گئیں۔ اور لوگوں نے زمین پر بیٹھ کر تقریر کو اطمینان اور سکون سے سنا اور بہت خوش ہوئے کہ آریوں کو اپنے اعتراضات کا موقعہ پر ہی جواب مل گیا۔

معلوم ہے یہ نوجوان کون تھا ——— ؟

یہ نوجوان حضرت مولانا جلال الدین شمس رضؓ تھے ان دنوں آپ جامعہ احمدیہ قادیان سے نئے نئے فارغ ہوئے تھے۔

حضرت مولانا جلال الدین شمس رضؓ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے ایک جاں نثار صحابی حضرت میاں امام الدین رضؓ سیکھوانی کے ہاں بمقام سیکھوال ضلع گورداسپور پیدا ہوئے۔ بچپن میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کے متعلق فرمایا:-

"یہ بچہ بڑا ہو کر دین کی بہت خدمت کرے گا۔"

قدرت کے فیاض ہاتھوں نے آپ کو بچپن ہی سے زیرک فہم و فراست اور جرأت و بسالت سے مالا مال کیا تھا۔ سخت محنت اور جفاکشی کی عادت نے آپ کی خوبیوں کو اور بھی جلا بخشی۔ حصولِ تعلیم کے لئے روزانہ پیدل چل کر قادیان جاتے۔ مدرسہ بند ہونے پر مسجد اقصیٰ میں پڑھائی کرتے اور مغرب تک گاؤں واپس ہو جاتے۔ اشاعتِ اسلام کا عالمگیر مہم کے سلسلہ میں ۱۹۱۷ء میں جب وقفِ زندگی کی تحریک شروع ہوئی تو سب سے پہلے نام پیش کرنے والے افراد میں حضرت مولانا شمس رضؓ بھی تھے۔ مبلغینِ کلاس میں آپ کو حضرت حافظ روشن علی رضؓ جیسے عظیم المرتبت صحابی کی صحبت میسّر آئی۔ ۱۹۲۳ء کی تحریک شدھی کی مدافعت میں آپ نے زور و شور سے حصّہ لیا اور بہت سے مناظروں میں آریہ سماج کے بڑے بڑے پنڈتوں کو شکست دی۔ اس کے بعد آپ نے لمبا عرصہ

Digitized by khalafat Library Rabwah

مباحثوں اور مناظروں پر صرف کیا اور ہندوستان میں دور دور تک سینکڑوں پنڈتوں، پادریوں، اور مولویوں کا مقابلہ کیا۔ ہر جگہ اسلام اور احمدیت کی صداقت آفتاب کی طرح ظاہر ہوئی ہزارہا سعید روحیں آپ کی وجہ سے گمراہی کی اندھیری غاروں سے نکل کر اسلام کی حقیقی روشنی یعنی احمدیت سے روشناس ہوئیں۔

مولانا جلال الدین شمسؓ اسی پائے کے مناظر تھے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے مشہور مولوی پنڈت اور پادری آپ کے سامنے بالکل لاجواب ہو جاتے۔ ایک دفعہ جڑانوالہ کے نزدیک ایک مناظرہ ہوا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد حسین صاحب کولتاروی مقابلہ پر تھے۔ احمدی مسلمانوں کی طرف سے مولانا جلال الدین شمسؓ صدر تھے اور مولوی محمد شریف صاحب مبلغ فلسطین مناظر تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنی ناکامی کو دیکھتے ہوئے کہا کہ ایک بچے سے مناظرہ کر رہا ہوں۔ مولانا شمسؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ "مولوی صاحب! ہم نے مولوی نورالدین صاحب (مراد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) سے مناظرہ اور گفتگو کی ہے۔ حافظ روشن علی صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مناظرے کئے ہیں۔ مولوی غلام رسول راجیکی (رضی اللہ عنہ) سے بحث کی ہے اور آج تم ایک بچہ کو مقابلہ پر کھڑا کر رہے ہو" مگر حضرت شمسؓ صاحب کے جواب سے وہ اور بھی شرمندہ ہو گیا۔ آپؓ نے فرمایا:۔

"مولوی صاحب! آپ کی ذلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ نے ہمارے استاد سے مناظرہ کیا اور پھر شاگردوں سے مناظرہ کیا اور اب شاگردوں کے شاگردوں سے مناظرہ کر رہے ہیں کیا اس میں آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ثبوت نہیں ملتا؟"

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں آپ ۱۹۳۵ء میں شام کے دارالحکومت دمشق گئے اور وہاں ایک مخلص اور جانثار جماعت تیار کی۔ زبردست مشکلات کے باوجود آپ انتہائی ثابت قدمی سے میدان تبلیغ میں ڈٹے رہے۔ حضرت مولوی صاحبؓ کی کامیابیوں سے عاجز آکر وہاں کے مولویوں اور شیوخ نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ چنانچہ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۷ء کو آپ پر خنجر سے رات کے وقت حملہ کیا گیا جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے۔ کافی عرصہ کے بعد آپ صحت یاب ہوئے

۱۹۲۸ء میں مولویوں کی زبردست شورش سے تنگ آکر حکومت فرانس نے آپ کو شام چھوڑ دینے کا حکم دیا لہٰذا آپ حیفہ (فلسطین)

Digitized by khalafat Library Rabwah

چلے گئے۔ اور وہاں بھی اسی زور و شور سے احمدیت اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں لگ گئے۔ مگر اس جگہ بھی آپ کی راہ میں بہت سی مشکلات حائل کی گئیں۔ بڑی بڑی مخالفتیں اٹھیں مگر یہ اپنے کام پر ڈٹے رہے اور حیفہ میں جماعت احمدیہ ایک مضبوط جماعت بن گئی۔

حیفہ میں ایک سال گزارنے کے بعد آپ مصر گئے اور وہاں پر اسلام اور احمدیت کا پیغام پھیلانا شروع کیا۔ بہت سی سعید روحیں حلقہ بگوشِ احمدیت ہوئیں۔ ۱۹۳۰ء میں آپ نے فلسطین میں مدرسہ احمدیہ کا اجراء فرمایا۔ بعد ازاں ۱۹۳۱ء میں کیا بیر کے مقام پر فلسطین میں پہلی احمدیہ مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔

۱۹۳۱ء کے آخر میں آپ قادیان واپس تشریف لائے۔ اس کے بعد عرصہ دراز تک تبلیغ و تبشیر کے کام میں منہمک رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے آپ کی خدمات پر آپ کو "خالدِ احمدیت" کا خطاب عطا فرمایا۔ ۶۲ سال تک انتہائی اخلاص و محبت سے سلسلہ حقہ کی خدمت کرنے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا یہ عاشقِ صادق ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو ربوہ میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را"

○

اقوالِ زرّیں

فرمودات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

- سب سے بڑی چیز ـــــ خدا تعالیٰ
- سب سے اچھا ناصح ـــــ خدا تعالیٰ
- سب سے لذیذ کھانا ـــــ جس میں کوئی چیز حرام نہ ہو
- سب سے تلخ چیز ـــــ مالِ حرام
- سب سے بھاری مصیبت ـــــ جو آپ سے برداشت نہ ہو
- سب سے حرام غذا ـــــ وہ حرام غذا جس کی آپ کے دل میں لالچ ہو
- سب سے اچھی دوا ـــــ جو آپ کی بیماری کو دور کرے (روحانی طور پر قرآن مجید)
- سب سے اچھی دولت ـــــ قناعت
- سب سے بڑا جنون ـــــ عشقِ الٰہی
- سب سے خوفناک چیز ـــــ خدا کا غضب
- سب سے بڑا خوش نصیب ـــــ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (محبوبِ خدا)

(مرسلہ: سید عابد حسین عزیز متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ)

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

ایک کہانی، ایک سبق

مبشر احمد محمود۔ ربوہ

دادی اماں نے عشاء کی نماز سے سلام پھیرا ہی تھا کہ گھنٹہ بھر سے اودھم مچاتا ہوا بچوں کا غول ان پر ٹوٹ پڑا۔ عامر، فرید، قانتہ، انیس بھی چلا رہے تھے۔

"دادی اماں کہانی!

دادی اماں کہانی!!"

دادی اماں نے بہتیری جان چھڑانا چاہی پیار سے سمجھایا کہ کل سن لینا۔ آج کام ہے جھاڑ جھاڑ سے بھگانے کی کوشش کی۔ ابا سے مار پٹوانے کی دھمکی دی مگر کہاں؟ یہ سبھی ایک دوسرے سے بڑے فلاسفر تھے۔ روزانہ کہانی سنتے۔ گھنٹہ بھر اس پر بحث کرتے اور پھر اس کے متعلق ذہن میں نئی نئی سوچیں ابھارتے میٹھی نیند سو جاتے۔ کہانی سنے بغیر انھیں چین نہ آتا تھا۔

آخر روزانہ کی طرح دادی اماں کو ہتھیار ڈالنے ہی تھے ——— "اچھا سب آرام سے بیٹھ جاؤ اور بتاؤ کون سی کہانی سنو گے؟"

دادی اماں بولیں۔

"دادی اماں کوّے والی" ——— عامر بولا۔

"نہیں دادی اماں بادشاہ والی!"

انیس چلایا۔

"نہیں آج خوب صورت پریوں والی کہانی سنیں گے۔" قانتہ نے ضد کی۔

دادی اماں سٹپٹا گئیں ——— "اچھا سب خاموش ہو جاؤ ورنہ نہیں سناؤں گی کہانی۔"

کہانی کے لالچ میں وہ ہر شرط ماننے کو تیار تھے۔ فوراً خاموشی چھا گئی۔

دادی اماں نے ذہن پر زور ڈالا۔ "اچھا سنو! آج میں تمہیں شہد کی مکھی کی زندگی کی کہانی سناتی ہوں۔ مگر وعدہ کرو کہ درمیان میں کوئی نہیں بولے گا۔"

آخر تک خاموش رہنے کے عہد و پیمان

Digitized by khalafat Library Rabwah

ہوئے اور دادی اماں نے کہنا شروع کیا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو اس نے مسلمانوں کی بھلائی کے لئے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ہماری راہ نمائی کے لئے ہر قسم کی باتیں بیان فرمائی ہیں۔ اس کی کل ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ جن میں سے سولہویں سورۃ کا نام "النحل" ہے۔ "نحل" عربی زبان میں شہد کی مکھی کو کہتے ہیں۔ اس سورۃ میں اللہ تعالےٰ نے شہد کی مکھی اور شہد کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ میں تمہیں بتاتی ہوں کہ یہ مکھیاں شہد کس طرح تیار کرتی ہیں۔ یہ کہانی بہت دلچسپ اور حیرت ناک ہے۔ غور سے سنو۔

شہد کے ایک عام چھتے میں تقریباً ۶۰,۰۰۰ (ساٹھ ہزار) مکھیاں ہوتی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک "پوری مادہ" ہوتی ہے اس کو ملکہ یا رانی کہتے ہیں۔ یہ پورے چھتے کی ماں اور مالک ہوتی ہے۔ یہ عام مکھیوں سے کچھ بڑی ہوتی ہے۔ اس کا کام صرف انڈے دینا ہوتا ہے۔ چھتے میں چار یا پانچ سو کے قریب نر ہوتے ہیں۔ یہ بالکل نکمے ہوتے ہیں اور ہاتھ تک نہیں ہلاتے۔ ان کے علاوہ باقی ہزاروں مکھیاں "نامکمل مادہ" ہوتی ہیں جو انڈے نہیں دے سکتیں۔ انھیں "کارکن مکھیاں" کہتے ہیں۔ چھتے کا سارا کام یہی کرتی ہیں۔ یہ کام اتنا شدید اور سخت ہوتا ہے کہ یہ کارکن مکھیاں چند ہفتوں میں مر جاتی ہیں۔ یہ بہت کم کھاتی ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ ڈیوٹیاں بانٹ کر ہر وقت کام میں مصروف رہتی ہیں۔

ان میں سے کچھ مکھیاں چھتے کی "ملکہ" کی "خاص ملازمہ" ہوتی ہیں جو ہر وقت اسی کے ناز نخرے اٹھانے میں مصروف رہتی ہیں۔ یہ مکھی واقعی چھتے کی رانی ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ روزانہ ہزاروں کی تعداد میں انڈے دیتی ہے اور انہیں انڈوں سے نئی مکھیاں پیدا ہوتی اور زندگی کو قائم رکھتی ہیں۔

کچھ مکھیاں "آیاؤں" کا کام کرتی ہیں یہ ملکہ کے دیئے ہوئے انڈوں کو فوراً خانوں میں بند کر دیتی ہیں اور بچے نکلنے کے بعد ایک دو ہفتہ انھیں غذا پہنچاتی ہیں۔"

"بچو!——" دادی اماں نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"سب سے عجیب بات یہ ہے۔ کہ انسانوں کی طرح مکھیوں میں بھی اچھے۔ بُرے نیک، بد، چور، ڈاکو وغیرہ ہوتے ہیں۔ ان بُرے عناصر کو روکنے کے لئے کچھ مکھیاں چھتے کے منہ پر پہریداری کے فرائض بھی انجام دیتی ہیں۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی خود

Digitized by khalafat Library Rabwah

شہد تیار کرنے کی بجائے کسی دوسرے چھتّے پر حملہ آور ہو کر ان کا شہد چرانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ پہریدار ان کی بھی نگرانی کرتی ہے اور اگر کوئی ہاتھ لگ جائے تو خوب مرمت کرکے اپنا غصّہ اتارتی ہیں۔ یہ پہریدار بہت چوکس ہونے کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ ہوشیار اور خود غرض بھی ہوتی ہیں۔ چنانچہ جب بعض اوقات کچھ مکھیاں راستہ بھول کر رس سے بھری ہوئی کسی اور چھتّے میں چلی جاتی ہیں تو یہ پہریدار انھیں بڑی چالاکی سے اندر جانے کی اجازت دے دیتی ہیں۔ اس طرح سے انھیں مفت کا رس حاصل ہو جاتا ہے۔

چھتّے کے اندر اتنی بہت ساری مکھیوں کے ہجوم کی وجہ سے بے حد گرمی ہو جاتی ہے چنانچہ کچھ کارکن مکھیاں مسلسل اپنے پروں کو حرکت میں رکھتی ہیں اور گرم ہوا کو تیزی سے خارج کرکے چھتّے کو ٹھنڈا رکھتی ہیں۔ بچّو! تم یہ سن کر بہت حیران ہو گئے کہ یہ مکھیاں اتنی تیزی سے ہوا خارج کرتی ہیں کہ اگر ایک جلتی ہوئی موم بتی کو سامنے لائیں تو وہ بجھ جائے۔

ان کارکنوں کے علاوہ باقی ہزاروں "کارکن مکھیاں" اڑ کر باغوں میں پھرتی ہیں۔ پھلوں اور پھولوں میں مٹھاس اور رس ہوتا ہے۔ یہ مکھیاں اپنے دو باریک باریک ہوئی ایسے اعضاء ان میں داخل کرکے رس کو اپنے پوٹے میں بھر لیتی ہیں اور واپس چھتّے میں آکر اُسے اُگل کر شہد بناتی ہیں۔ اس رس کو چھتّے میں اُگلنے کے فوراً بعد یہ دوبارہ نئی پرواز پر روانہ ہو جاتی ہیں یہ مکھیاں مسلسل اتنی محنت سے کام کرتی ہیں کہ چند ہی ہفتوں میں ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ شہد کی مکھی فطرتاً بہت صفائی پسند ہوتی ہے۔ اس لئے باقی مکھیاں ان مردہ مکھیوں کو فوراً چھتّے سے باہر پھینک دیتی ہیں۔ ان مکھیوں کے مرنے کے بعد نئی پیدا ہونے والی مکھیاں ان کی جگہ لے لیتی ہیں اب میں تمہیں ان کی پیدائش کے بارے میں بتلاتی ہوں۔

کارکن مکھیاں جب چھتّہ بناتی ہیں۔ تو اس میں موم سے چھوٹے چھوٹے لاتعداد خانے بھی بناتی ہیں۔ "رانی" ان خانوں میں باری باری انڈے دیتی چلی جاتی ہے۔ کارکن مکھیاں ان خانوں کے منہ موم سے بند کرتی چلی جاتی ہیں۔ مکھی کا ہر بچہ مختلف شکلوں سے گزر کر اپنی آخری صورت میں آتا ہے تو اسے نکالنے کے لئے کارکن مکھیاں خانے کے منہ پر لگی ہوئی موم توڑ دیتی ہیں اور نئی مکھیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔"

"دادی امّاں! یہ مکھیاں چھتّہ کس طرح بناتی ہیں؟" انیس سے نہ رہا گیا۔

"ہاں بیٹا! میں یہی بتانے لگی ہوں"

Digitized by khalafat Library Rabwah

وادی اماں نے کہا۔ "یہ مکھیاں بڑے ہی عجیب اور انوکھے طریق پر اپنا گھر یعنی چھتہ تعمیر کرتی ہیں۔ یہ تمام کی تمام اپنی رانی کی سربراہی میں ایک غول کی شکل میں کسی جگہ کی تلاش میں اڑتی رہتی ہیں۔ کچھ دیر بعد رانی اپنی رعایا کے ساتھ کسی درخت کی شاخ یا کسی اور جگہ پر عارضی طور پر بیٹھ جاتی ہیں۔ اس کے بعد کچھ رضاکار مکھیوں کو کسی مناسب جگہ کی تلاش میں ادھر ادھر روانہ کر دیا جاتا ہے۔ جب یہ مکھیاں واپس آکر اطلاع دیتی ہیں تو یہ گروہ وہاں پہنچ جاتا ہے۔ نئی جگہ پر یہ مکھیاں ایک دوسرے کے اوپر چمٹ کر بیٹھ جاتی ہیں اور اس طرح بڑا چھتہ بن جاتا ہے۔ یہ چھتہ بالکل بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے۔ آہستہ آہستہ خدا تعالیٰ کی قدرت سے ان پر ایک قسم کی سفیدی سی ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ موم ہوتا ہے۔ جو عام موم سے مختلف سفید کھاگ کی طرح کی بے وزن شے ہے۔

جب موم بن جاتا ہے تو مکھیاں اسے اپنے منہ سے چبا چبا کر بڑی مہارت اور خوب صورتی سے چھوٹے چھوٹے خانے بنانا شروع کر دیتی ہیں۔ ملکہ مکھی باری باری ان میں انڈے دینے شروع کر دیتی ہے اور اس طرح سارا نظام شروع ہو جاتا ہے۔

بچو! یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ ایک وقت میں ایک چھتہ میں صرف ایک رانی ہوتی ہے اس کی موت کے بعد دوسری رانی کا انتخاب کیا جاتا ہے۔"

"وادی اماں! یہ مکھیاں ہمیں کاٹتی بھی ہیں نا!" فائزہ نے معصومیت سے پوچھا۔

"ہاں بیٹی۔ یہ مکھیاں کبھی کبھی کاٹتی ہیں مگر عام حالات میں کسی کو کچھ نہیں کہتیں۔ جب تیز ہوا یا گرج چمک ہوتی ہے۔ اس وقت یہ بہت غصہ میں آجاتی ہیں اور کاٹنا شروع کر دیتی ہیں۔ بچو! اس کے کاٹنے سے صرف ہمیں ہی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ خود مکھی کو بھی اس کا زبردست نقصان اٹھانا پڑتا ہے وہ اس طرح کہ اس کا ڈنگ اس طرح کا ہوتا ہے کہ جب کسی جسم میں داخل ہو جائے تو واپس نہیں نکل سکتا اور وہیں ٹوٹ جاتا ہے۔ اس طرح ڈنگ کے ساتھ ہی اس کے جسم کے کچھ دوسرے باریک اعضاء بھی اسی جسم میں رہ جاتے ہیں جس سے یہ بہت جلد مر جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شہد کی مکھی ساری زندگی میں صرف ایک ہی مرتبہ کسی کو کاٹ سکتی ہے۔ بچو! انسان کی طرح ان مکھیوں میں بھی دیکھنے، سننے اور سونگھنے کی طاقت ہوتی ہے اس کے علاوہ ان میں رنگوں کو پہچاننے کی صلاحیت بھی قدرت نے رکھی ہوئی ہے۔ تم نے دیکھا کہ یہ ننھی سی مخلوق کس طرح دیانت اور محنت سے ساری زندگی کام کرتی ہے تم بھی اسی طرح محنت اور عقلمندی سے کام

Digitized by khalafat Library Rabwah

اور بلندی سے بدل جائے گی پستی ایک دن

از کلامِ حسن رُھتاسی مرحوم

دُور ہونے کو ہے اُس سرکش کی مستی ایک دن
بلکہ مِٹ جانے کو ہے ظالم کی ہستی ایک دن

تا یہ کب پھرتے رہیں گے پیٹ بھوکے بھیڑیئے
رنگ یوں لائے گی اُن کی فاقہ مستی ایک دن

ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھوں، دل سے پوچھا جائیگا
ہو گی شاہد ظالموں کی چیرہ دستی ایک دن

کس کے گر باندھو کمر تم پھر خدا کے فضل سے
احمدی ہو کر رہے دُنیا کی پستی ایک دن

ہم نے مانا آج مہنگے ہیں تمہیں صبر و رضا
پر یہی جنسِ گراں آئے گی سستی ایک دن

کس لئے ہستی کے مالک سے رکھیں ہستی دریغ
جب کہ مِٹ جانے کو ہے یہ فانی ہستی ایک دن

ہیں بہت نزدیک وہ دن جبکہ عزت پاؤ گے
اور بلندی سے بدل جائے گی پستی ایک دن

آخرِ شب گر بہاؤ گے مسلسل سیلِ اشک
آگ بد خواہوں پہ دیکھو گے برستی ایک دن

بول ہونے کو ہے بالا حق پرستی کا حسنؔ
اور فنا ہونے کو ہے باطل پرستی ایک دن

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

ڈرامہ

چوہا

کام کرنے والے

(۱) بڑے نواب (۲) رمضان علی (۳) چھوٹے نواب

(کمرہ میں ایک خوب صورت ایرانی قالین بچھا ہوا ہے۔ بڑے نواب گاؤ تکیہ سے ٹیکا لگائے بیٹھے ہیں ان کے دائیں طرف ایک حقہ رکھا ہے اور بائیں طرف کچھ پرانی کتابیں، اخبار اور رسالے بکھرے پڑے ہیں۔ پردہ ہٹتا ہے اور رمضان علی کمرہ میں داخل ہوتا ہے۔)

رمضان علی: (جھک کر سلام کرتے ہوئے۔) "آداب عرض کرتا ہوں سرکار!"

بڑے نواب: "آداب۔ بھئی واہ ہمت علی واہ! ٹھیک وقت پر آئے تم۔ ہم تمہیں بس اب پکارنے ہی والے تھے۔ مگر تم ٹھہرے پرانے وفادار نوکر۔ تم بھلا یہ کیسے گوارا کر سکتے ہو کہ ہمیں پکارنے کی بھی تکلیف ہو۔ بھئی واہ! ہم تو قائل ہو گئے تمہارے۔ خدا وفاداری ہو تو ایسی ہو رمضان علی! ہم تمہیں اس لئے بلانا چاہتے تھے کہ کچھ چھوٹے نواب کے بارے میں پوچھیں۔ کیا وہ شکار سے ابھی نہیں لوٹے؟"

رمضان علی: "نہیں سرکار ابھی نہیں لوٹے۔"

بڑے نواب: "کیا کہا ——؟ ابھی تک نہیں لوٹے بھئی خوب۔ یعنی آج چوتھا دن ہے انہیں گئے ہوئے۔ بھئی ایسا شکار تو ہم نے اپنی عمر میں نہیں کیا۔ رمضان علی! تم ہی بتاؤ ایسی بہادری اور ایسا شکار کس کام کا جس

Digitized by khalafat Library Rabwah

میں جان کا خطرہ ہو۔ جنگل کا قیام،
کیسے کیسے درندے وہاں رہتے ہیں۔ ڈر
رہا ہوں۔ ضرور کوئی بات ہے۔"

رمضان علی: "گھبرانے کی کوئی بات نہیں سرکار
ابھی ابھی ان کے پاس سے آدمی آیا تھا
اس نے ان کی خیریت کی اطلاع دی تھی
اور کہا تھا کہ انھوں نے اب تک ایک چیتا
اور ایک شیر شکار کیا ہے۔"

بڑے نواب: "اچھا! تو کیا انھوں نے سچ مچ
ایک چیتا اور ایک شیر شکار کیا ہے؟"

رمضان علی: "جی ہاں حضور! چھوٹے سرکار
تو بالکل بڑے سرکار مرحوم کی طرح ہوتے
جا رہے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا خدا بخشے
بڑے سرکار ایک ہی دن میں دو دو تین
تین شیر مارا کرتے تھے۔"

بڑے نواب: (بگڑ کر) "اجی بس تو چھوٹے نواب
ہی کی تعریف کئے جاؤ" (مونچھوں پر تاؤ
دیتے ہوئے) رمضان علی تمہارے سر غفرز
کی قسم۔ سچ بتانا کیا تم ہمیں چھوٹے نواب
سے کسی طرح کم سمجھتے ہو؟"

رمضان علی: "اے حضور یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں
بھلا اس غلام کی اتنی جرأت ہو سکتی ہے
کہ وہ حضور کو چھوٹے نواب سے کم سمجھے۔ وہ
اگر بڑے سرکار مرحوم ہیں تو آپ بھی اپنے
دادا جان سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ حضور
کے دادا جان تو تلوار سے شیر کا شکار کیا
کرتے تھے۔"

بڑے نواب: "بھئی واہ رمضان علی واہ ——!
حقِ نمک ادا کرنا تو کوئی تم سے پوچھے۔
واللہ کیا مثال پیش کی ہے تم نے کہ دل
خوش کر دیا ہمارا چھوٹے نواب اگر ابا کے
برابر ہیں تو ہم دادا جان کے برابر۔ بھئی بہت
خوب۔ مگر ذرا سی کسر رہ گئی۔ اگر اسی بات
کو تم یوں کہتے کہ ہم ٹیپو سلطان سے کسی
طرح کم نہیں ہیں تو بات اور بڑھیا ہو جاتی
(خوشی سے اچھل کر) کیوں رمضان علی کیسی
بات کہی ہے؟"

رمضان علی: "خدا نظرِ بد سے بچائے۔ جو بات کی
خدا کی قسم لاجواب کی۔ یقین جانئے حضور
جو بات سرکار کے ذہنِ مبارک میں آنے
والی تھی اسے بھلا یہ غلام کس طرح سوچ
سکتا تھا۔"

بڑے نواب: "اور دیکھئے رمضان علی ابھی ابھی جو
باتیں ہم نے چھوٹے نواب کے بارے میں
کہی تھیں ان سے تم کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ
ہم شیر سے گھبراتے ہیں۔ بھئی ہمیں تو صرف
جنگل کی ویرانی سے ڈر لگتا ہے اور وحشت
ہوتی ہے ورنہ ہم ایک ہفتہ کی ایک سال
تک ڈیرہ ڈالے جنگلوں میں شکار کھیلا
کرتے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لڑکے

Digitized by khalafat Library Rabwah

فی صدی آدمی شیر اور دوسرے جنگلی
درندوں سے گھبراتے ہیں مگر خدا کا شکر
ہے میں ان دس فیصدی آدمیوں میں
سے ہوں جنہیں شیر سے کوئی ڈر نہیں
لگتا۔ بعض لوگوں کے دلوں میں تو شیر
کی ایسی ہیبت ہوتی ہے کہ اگر کبھی
شیر نظر بھی آجائے تو اُن کی رُوح قبض
ہو جائے۔ ابّا جان مرحوم کے دوست
سردار علی کے قصہ ہی کو لو۔ خدا بخشے
سردار علی بڑی خوبیوں کے مالک تھے اگر
کوئی کمزوری تھی تو بس یہی کہ شیر کے نام
سے تھر تھر کانپتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی
شکار کے شوقین بھی تھے۔ بھئی یہ کیسے
ممکن تھا کہ ابّا میاں ایسے شکاری کا کوئی
دوست شکار کا شوقین نہ ہوتا۔ چنانچہ
سردار علی صاحب بھی ہر شکار میں ابّا جان
کے ساتھ دھکے کھاتے تھے مگر بے چارے دل
کے کمزور تھے اس لئے کبھی شیر کے شکار کو
نہ گئے تھے۔

آخر ایک دن ابا جان اور ان کے سب
دوستوں نے مل کر سردار علی صاحب کو شیر
کے شکار کے لئے راضی کر ہی لیا۔ سب
نے مل کر جنگل میں منگل منا دیا اس گھنے جنگل
سے کچھ دور شامیانے ڈال دیئے گئے۔
جہاں شیر بہت کثرت سے تھے۔ صاحبان

کسے ایک بڑے اور اونچے درخت پر مچان
ڈال دی گئی۔ بس اب صبح سے شام تک
شکار ہونے لگا۔ دو تین دن میں ابا جان
اور ان کے دوسرے سب دوستوں نے ایک
ایک شیر مار گرایا۔ مگر سردار علی صاحب
نے بندوق بھی چلائی ہو تو قسم لے لیجئے۔
اب کیا تھا۔ چاروں طرف سے پھبتیاں
کسی جانے لگیں اور سب مل کر سردار صاحب
کو بنانے لگے۔ سردار صاحب بھی غیرت مند
آدمی تھے۔ ایک دن جو غیرت نے جوش مارا
تو ابا جان کی رائفل لے کر مچان سے نیچے
اتر پڑے۔ سب لوگ منع کر رہے تھے کہ
کبھی مچان پر سے نیچے نہ اترو یہیں سے
شکار کرو مگر انہوں نے کسی کی نہ مانی۔ شیر
کے دہاڑنے کی آواز آرہی تھی۔ اور کچھ دیر
بعد شیر گرجتا ہوا گولی سے نکلا اور سیدھا
درخت کی طرف تیر کی سے بڑھنے لگا۔ سردار
علی صاحب نشانہ تاک کر کھڑے ہو گئے
شیر برابر آگے بڑھا چلا آرہا تھا۔ ان میں
اور شیر میں صرف پچیس گز کا فاصلہ رہ گیا
تھا۔ مچان پر سے سب لوگ چیخنے لگے۔
"سردار صاحب گولی چلائیے! سردار صاحب
گولی چلا دیجئے!!" مگر سردار صاحب نے
جنبش تک نہ کی اور اطمینان سے اسی طرح
کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ شیر ان سے تین

Digitized by khalafat Library Rabwah

دس گز کے فاصلے پر رہ گیا مگر انھوں نے پھر بھی گولی نہ چلائی۔ آخر چھلانگ پر سے ایک ساتھ دو تین گولیاں چلائی گئیں اور شیر وہیں ڈھیر ہو گیا۔ سب لوگ مچان پر سے اتر پڑے اور سردار صاحب کے پاس پہنچے لیکن وہ اب بھی نشانہ باندھے کھڑے تھے۔ خدا انھیں مغفرت کرے مارے ڈر کے ان کی موت ہو گئی تھی۔ کیوں رمضان علی تمہیں تو یہ قصہ معلوم ہی ہوگا۔"

رمضان علی: "ہاں حضور ——— یہ قصہ تو اب بھی ہر شکاری کی زبان پر ہے۔"

بڑے نواب: "ہاں تو رمضان علی کہنے کا مطلب یہ ہے کہ شیر کا ایسا ڈر ہوتا ہے مگر خدا کا بڑا فضل ہے کہ میں کبھی شیر ویر سے نہیں گھبراتا۔ بھئی خدا نے دل ہی ایسا مضبوط بنایا ہے کہ کسی چیز سے خوف نہیں ہوتا۔ تمہیں غالباً میرے بچپن کا وہ قصہ معلوم نہیں ہے کیوں کہ یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب تم نوکر نہیں ہوئے تھے خیر سنو میں تمہیں بتاتا ہوں۔ جب میرا عمر بارہ سال کے لگ بھگ تھی۔ میں ابا جان کے ساتھ شکار کو گیا۔ ابا جان رات بھر جاگتے رہے تھے۔ اس لئے صبح کو دیر تک سوتے رہے۔ میری آنکھ صبح کے پانچ بجے ہی کھل گئی۔ اب یہ اور بات ہے کہ آج کل میں دس گیارہ بجے تک اٹھتا ہوں مگر ابا جان کے زمانے میں تو کسی دن پانچ سے ساڑھے پانچ نہیں ہوئے۔ ہاں تو جب میری آنکھ کھلی تو سب کے سب پڑے خراٹے لے رہے تھے۔ میں نے منہ ہاتھ دھویا اور اپنی چھوٹی بندوق لے کر فاختیں مارنے نکل گیا۔ چلتے چلتے میں جنگل کے اس گھنے حصے میں پہنچ گیا۔ جہاں سے ہم شیر کا شکار کرتے تھے۔ لیکن میں برابر آگے بڑھتا رہا۔ کیونکہ میں نے سوچ لیا تھا کہ خالی ہاتھ تو مرتے دم تک نہ لوٹوں گا۔ فاختہ نہ سہی کوئی اور چیز سہی مگر مار دوں گا ضرور۔ کچھ دور آگے جانے کے بعد مجھے پانی کا ایک صاف و شفاف چشمہ ملا۔ مجھے پیاس معلوم ہوئی اور میں پانی پینے لگا۔ لیکن میں ابھی پوری طرح پانی پینے بھی نہ پایا تھا۔ کہ اچانک شیر کے گرجنے کی آواز میں ایک گھنی جھاڑی کے پیچھے چھپ گیا اتنے میں سامنے سے شیر آیا اور پانی پینے لگا۔ میں نے اپنی چھوٹی بندوق سے شیر کا نشانہ باندھا اور خدا کا نام لے کر جو لبلبی دبائی ہے تو چھرا اس کی آنکھ میں لگا اور وہ وہیں تڑپ تڑپ کر اور پھڑک کے اپنا سر ٹکرا ٹکرا کر مر گیا ——— میرا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا اور

Digitized by khalafat Library Rabwah

میں نے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے اس آفتِ ناگہانی سے نجات دلائی ادھر شامیانہ میں سات بجے کے قریب جب ابا جان نیند سے بیدار ہوئے تو مجھے وہاں نہ پاکر پریشانی سے ان کی بُری حالت ہوگئی کہ آخر بڑے نواب کو ہوکیا گیا۔ کوئی بھیڑیا اٹھا لے گیا۔ کسی شیر نے چیر پھاڑ دیا۔ انہوں نے ہر طرف آدمی دوڑائے اور خود بھی ایک طرف چل پڑے۔ قصہ مختصر یہ کہ جب انہیں معلوم ہوا کہ شیر نے بڑے نواب کو نہیں بلکہ بڑے نواب نے شیر کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تو وہ مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے۔ انہوں نے مجھے گلے سے لگا لیا۔ میری بہادری کی تعریفیں کرنے لگے اور دعائیں دینے لگے۔ اسی وقت انہوں نے مجھ پر سے صدقے اتروائے غریبوں کو کھانا کھلوایا اور مجھے چاندی میں تول کر وہی چاندی خیرات کر دی۔ اب تم خود خیال کرو رمضان علی کہ بارہ سال کی عمر میں جس بچے کی بہادری۔ اور جوان مردی کا یہ عالم ہو وہ اپنی جوانی میں کتنا دلیر ہوگا۔"

رمضان علی: "ہاں سرکار!"

بڑے نواب: "اور رمضان علی تم تو جانتے ہی ہو کہ اب تو ہم تلوار سے بھی شیر کا مقابلہ کر سکتے ہیں"

رمضان علی: "شیر کا تو ذکر ہی کیا۔ حضور کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کے تو چیتا بھاگتا ہوا سمت ہاتھی بھی تھرا جائے۔"

بڑے نواب: "ہاں ہاں رمضان علی ہاں میں اب بھی اتنا کس بل ہے کہ دس ہتھیار بند آدمیوں سے اکیلا اور تنہا مقابلہ کر سکتا ہوں۔"

(یکایک بڑے نواب کے قریب سے ایک چھوٹی سی کالی چیز دوڑتی ہوئی آتی ہے۔ وہ چیخ مار کر کھڑے ہوتے ہیں اور چلاتے ہیں۔)

"بچاؤ رمضان علی بچاؤ! ارے بچاؤ.....!"

رمضان علی: "ہاں حضور یہ چوہا ہوتا ہی ایسی چیز ہے کہ اسے دیکھتے ہی گھن معلوم ہوتی ہے۔"

بڑے نواب: "چوہا؟ چوہا؟ ہاں چوہا۔ ہاں بھئی یہ بڑا غلیظ جانور ہوتا ہے صاف! دیکھو تو کمبخت کو دیکھتے ہی میرے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے اور پھر ظالم ٹانگوں پر سے بھاگا ہے میرکار۔"

(چھوٹے نواب کمر پر شکار کی بندوق لٹکائے قہقہہ لگاتے ہوئے اندر آتے ہیں)

چھوٹے نواب: "بھائی جان کمال کر دیا آپ نے تو! میں اب تک یہ سمجھتا تھا کہ آپ صرف شیر ہی سے نہیں ڈرتے مگر آج معلوم ہوا کہ آپ چوہے سے بھی نہیں ڈرتے" (قہقہہ)

بڑے نواب: (بوکھلا کر) ہائیں! چھوٹے نواب تم کدھر سے بھی تم تو خیر گل ہیں چوہا..... ارے لاحول ولا قوۃ..... میرا مطلب ہے تم تو چوہا..... لاحول ولا..... میں کہہ رہا تھا کہ تم تو....."

چھوٹے نواب: "چوہا مار کے لائے تھے۔ (قہقہہ)

(رمضان علی منہ پر ہاتھ رکھ لیتا ہے اور ہنسی ضبط کرتا ہے کمرہ میں سے بھاگ جاتا ہے۔ بڑے نواب غصہ میں کیوں بدحواس ہنستا ہے۔ نمکحرام ہنستا ہے کہتے ہوئے اس کے پیچھے لپکتے ہیں اور پردہ گرتا ہے)

(مجتبیٰ محمود ــــ ھوتا (دہلی)

Digitized by khalafat Library Rabwah

صُبح کا سُہانا منظر

جناب شیخ محمد لبشیر آزاد۔ مُرید کے

زمانے سے رُخصت اندھیرا ہُوا
گئی رات کالی، سویرا ہُوا

چلو چل کے دیکھیں چمن کی بہار
وہ پتّوں کی رنگت گلوں کا نکھار

کہیں بُلبلیں ہیں چہکتی ہُوئی
کہیں کھِل کے کلیاں مہکتی ہُوئی

وہ سبزہ کہیں لہلہاتا ہُوا
دِلوں کو خوشی سے کِھلاتا ہُوا

کہیں اوس موتی لُٹانے لگی
کبھی پھُول کا مُنہ دُھلانے لگی

ہُوا سب سے کرتی ہے اٹھکیلیاں
خوشی کا سماں ہے خوشی کا سماں

جو اُٹھے سویرے وُہ دیکھے اسے
ہیں خوشیاں جہاں کی اُسی کے لئے

○

Digitized by khalafat Library Rabwah

مزاحیہ

تعزیتی دعوت نامہ

ایک مرتبہ سوات میں ایک چالیس سالہ آدمی کا اچانک انتقال ہو گیا۔ جب اس کے جنازے کا جلوس روانہ ہوا تو تابوت کھلا اور آنجہانی نے برآمد ہو کر کہا:۔

"خواتین و حضرات! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ اس بھاری تعداد میں آپ نے میرے جنازے میں شرکت فرمائی"۔ شرکائے جلوس نے اس ڈرامے کا سبب پوچھا تو مسکراتے ہوئے بولا کہ "میں نے صرف یہ جاننے کے لئے دم سادھ لیا تھا کہ مجھ سے کتنے لوگ محبت کرتے ہیں اور کتنے احباب میرے جنازے میں شامل ہوں گے"۔

دوست و احباب کی محبت کا امتحان لینے کا یہ طریق اگر درست ہے تو بعید نہیں کہ لوگوں کو اس قسم کے دعوت نامے موصول ہونے لگیں:۔

محترم ..... کو یہ جان کر دکھ ہو گا کہ میں کل رات اس دارِ فانی سے کوچ کر رہا ہوں۔ رنج و غم کے اس موقع پر آپ کی شرکت کا متمنی ہوں۔ امید ہے کہ آپ معہ اہل و عیال میرے جنازے میں شریک ہو کر میری روح کو تسکین پہنچائیں گے۔

پروگرام

انتقال پُر ملال ——— سوا نو بجے شب

روانگی جنازہ ——— صبح چھ بجے

آخری رسومات ——— صبح سات بجے

ناشتہ ——— صبح آٹھ بجے

قل ——— ۱۰ بجے (دوسری صبح)

رسم چہلم ——— یوم انتقال کے چالیس روز بعد

(قدسیہ فرحت قاضی - حجرہ شاہ مقیم)

Digitized by khalafat Library Rabwah

خبرنامۂ تشحیذ

سب سے زیادہ قیمتی قمیص

اٹلی میں مردانہ کپڑوں کی ایک دکان پر ایک قمیص کی نمائش کی گئی۔ اس قمیص کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ پورے اٹلی میں اس سے زیادہ قیمتی قمیص موجود نہیں۔ اس قمیص میں سوئٹزرلینڈ کی باریک ململ، پروں اور بالوں کی ڈوریاں اور جھالریں اور ہیرے کے بٹن استعمال کئے گئے ہیں۔ اس قمیص کی قیمت اسی لاکھ لائر یعنی پانچ ہزار تین سو (۵۳۰۰) اسٹرلنگ تھی اس کو دنیا کے قیمتی لباس میں شمار کیا جاسکتا ہے

کوّے بھی بولنے لگے

جاپان کے سب سے بڑے شہر ٹوکیو میں ایک کوّے نے اس وقت لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ جب وہ ہر شخص سے جاپانی زبان میں بالکل انسانوں کی طرح باتیں کرتا۔ یہ کوّا لوگوں کو سلام کرتا۔ ان کے سلام کا جواب دیتا اور ان کی خیریت معلوم کرتا ہے۔

لٹھے پر اخبار

کافی عرصہ قبل صوبہ دکن (بھارت) میں ایک اخبار لٹھے پر چھپتا تھا اور اس اخبار پر لکھا ہوتا تھا کہ پڑھ کر اس اخبار کو ناشر کو واپس بھیج دیں تاکہ لٹھے کو دھو کر اس پر دوبارہ چھپائی ہو سکے۔

(لطیف خاور، کراچی)

○

سونے کی انوکھی زنجیر

سولہویں صدی میں ایک لوہار نے ملکہ ایلزبتھ اول کو سونے کی ایک زنجیر پیش کی جس کی پچاس کڑیاں تھیں لیکن یہ زنجیر اتنی باریک تھی۔ کہ اسے جب سفید یا سیاہ کاغذ پر رکھا جاتا تو پھر دکھائی نہ دیتی۔ یہ زنجیر باریک ہونے کے ساتھ انتہائی ہلکی پھلکی بھی تھی جب اسے ایک مکھی کے پروں سے ایک طریقے سے باندھا گیا۔ تو وہ اسے لے کر اڑ گئی۔

Digitized by khalafat Library Rabwah

۸۸ سال

جارج سمتھ کا انتقال ۱۸۱۲ء میں ۸۸ برس کی عمر میں ہوا تھا۔ ۱۸۲۶ء میں جب اس کی بیوی مری تو اس کی عمر ۸۸ برس تھی۔ ۱۸۵۱ء میں جب اس کی بیٹی مری تو اس کی عمر بھی ۸۸ برس تھی۔ اور جب ۱۸۵۳ء میں اس کی بہو مری تو اس کی عمر بھی ۸۸ سال تھی۔

کیرولین کا شہر

راجا کوسیلا قدیم زمانے میں ہندوستان کی ایک ریاست کا حکمران تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی سو بیٹیاں تھیں اور سب کی سب کبڑی۔ اپنے اس خاندان کو راجہ نے ایک الگ شہر میں آباد کیا اور شہر کا نام رکھا "کان کج" یعنی اپاہج و شیراؤں کا شہر۔ یہ شہر مدتوں تک راجا کوسیلا کا دارالحکومت رہا۔ آج بھی یہ شہر فرخ آباد کے ضلع میں موجود ہے لیکن اب اس کا نام بگڑتے بگڑتے قنوج ہو گیا ہے۔

عجیب کار

امریکی سائنسدان ایک ایسی کار بنا رہے ہیں جس میں ڈرائیور نہیں ہوگا۔ یہ کار اپنے آپ سے مختلف مقامات کا سفر خود کرے گی۔ کرائے کی مشین میں رقم ڈالتے ہی کار خود بخود چل پڑے گی اور منزل پر پہنچ کر خود بخود رک جائے گی۔ اس کے بعد خود بخود اپنے اسٹاپ پر واپس آ جائے گی۔

آسٹریلیا کا کتا سارجنٹ بن گیا۔

جنگ میں انسان اپنی بہادری اور کارناموں کی وجہ سے مختلف عہدے حاصل کرتا ہے لیکن یہ سن کر آپ کو حیرت ہوگی کہ آسٹریلیا میں "ویاسکا" نام کے ایک کتے نے سارجنٹ کا اعزازی عہدہ لیا اس کتے نے بیس مختلف جنگوں میں شرکت کی اور تین مرتبہ زخمی ہوا۔ لڑائی میں یہ کتا طبعی موت مرا۔ آسٹریلیا کی حکومت نے اس کی جنگی خدمات کے بدلے "سارجنٹ" کا عہدہ دیا۔

ضخیم ترین اخبار

امریکہ کے ممتاز اخبار روزنامہ نیویارک ٹائمز کی اتوار ۷ اگست ۱۹۶۰ء کی اشاعت ۹۷۸ صفحات پر مشتمل تھی۔ اس نمبر کی ایک کاپی کا وزن تین سیر تھا۔ اب تک دنیا کا کوئی روزنامہ اتنا ضخیم نمبر شائع نہیں کر سکا۔

(ظاہر احمد۔ عزیز آباد۔ کراچی)

○

"تشحیذ الاذہان" کی خریداری قبول کیجئے!

Digitized by khalafat Library Rabwah

کھائے رنگ

(۱)

ایک دفعہ حضرت حکیم مولوی نورالدین، (خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ) مسجد مبارک قادیان میں احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے اور کہنے لگے کہ "اگر کوئی امرتسر جائے تو فلاں دوائی (انھوں نے نام لے کر بتایا) لے آئے۔" یہ کہہ کر حضورؑ تو آگے گزر گئے مگر خلیفہ اوّلؓ نے اسی وقت امرتسر جانے کی ٹھانی۔ دوپہر کی سخت دھوپ میں بغیر کرایہ اور دوائی کے لئے رقم لئے آپؓ امرتسر کی طرف چل پڑے۔

قادیان کے اکثر لوگ آپؓ سے واقف تھے۔ ایک یکے والا آپؓ کو پیدل جاتا دیکھ کر آپ کے پاس پہنچا اور آپؓ کو تانگے میں سوار ہونے کے لئے کہا۔ آپ نے فرمایا۔ "غفار میرے پاس کرایہ نہیں ہے۔" اس نے کہا۔ کرایہ ہونہ ہو آپ کو پیدل نہیں جانے دوں گا۔ آپ امرتسر پہنچے تو ایک کھتری قادیان میں آپؓ سے ملنے کے لئے جانے والا تھا۔ مگر تانگہ نہ ملنے کی وجہ سے وہ نہ جا سکا۔ آپ کو دیکھ کر کہنے لگا۔ میری بیوی بیمار ہے۔ مہربانی فرما کر ذرا اسے دیکھ لیں۔ آپ نے تانگے والے کو وہیں کھڑا کیا اور کھتری کے ساتھ چل پڑے۔ آپ نے مریضہ کو دیکھ کر نسخہ لکھ دیا۔ کھتری نے آپ کی جیب میں تیس (۳۰) روپے ڈال دیئے۔ آپ نے پندرہ روپے کی دوائی لی اور پانچ روپے تانگے والے کو دیئے۔ (اس زمانہ میں قادیان سے امرتسر کا کرایہ ایک روپیہ تھا) اور دس روپے اپنے پاس رکھ لئے۔

قادیان پہنچ کر حضرت مسیح موعودؑ کے دروازے پر دستک دی۔ حضورؑ باہر تشریف لائے تو دوائی آپؓ کو دے دی۔ حضورؑ نے فرمایا۔ "تم نے یہ تکلیف کیوں کی؟ میں نے تو کہا تھا کہ "کوئی" امرتسر جائے تو دوا لے آئے۔"

حضرت مولوی صاحب نے فرمایا۔ "میں نے سمجھا کہ وہ "کوئی" میں ہی ہوں۔"

میرے بہن بھائیو! یہی تھے وہ نورالدین جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا ؎

Digitized by khalafat Library Rabwah

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک از نعمتِ یقیں بودے"

(ترجمہ کیا ہی اچھا ہو اگر امت کا ہر شخص نوردین بن جائے اور ایسا ہونا بھی ممکن ہے اگر ہر شخص نورِ یقین سے پُر ہو جائے)

ہمیں بھی اپنے امامِ وقت کے ہر حکم کو دل و جان سے قبول کرنا چاہیئے اور امامِ وقت جو بھی حکم دیں اس کی تعمیل کرنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین!

(حافظ غلام سرور گھیٹ پیر کالونی)

(۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

"ایک وکیل نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ ہستی باری تعالیٰ کی دلیل کیا ہے؟" میں نے کہا۔ "تمہارا کوئی جماعت ہے؟" کہا۔ "نہیں۔" میں نے کہا۔ "تم کسی کے ہادی ہو؟" کہا۔ "نہیں" میں نے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ مجھ سے مشہور ہو جاؤ؟" کہا۔ "نہیں"۔ میں نے کہا۔ "جب تم جیسا لچر آدمی بھی اپنے آپ کو جھوٹا کہلانا پسند نہیں کرتا تو بھلا یہ انبیاء کی ساری جماعت کیسے گوارا کر سکتی ہے کہ وہ جھوٹ بولیں اور جھوٹے کہلائیں اور پھر مشرق سے لے کر مغرب تک، شمال سے لے کر جنوب تک اور ہر زمانہ کے نبی متفق ہیں کہ خدا ہے اور ہم سے مکالمہ کرتا ہے۔" (مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین ص ۲۵۶)

(۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"ایک شخص کسی بزرگ کی اولاد میں سے تھے اور سخت بیمار تھے۔ میں نے ایک مرتبہ ان سے کہا کہ کچھ پڑھنا اور سیکھنا چاہیئے۔" کہنے لگے۔ کہ "بندر سیکھا کرتے ہیں بھلا کہیں شیر بھی سیکھتے ہیں؟ ہم شیروں کی اولاد ہیں۔ بندر کی اولاد نہیں۔ سیکھنا ہمارا کام نہیں۔" میں نے کہا کہ "حضرت تشبیہوں سے تو کام نہیں چلتا۔ باز سیکھ جاتے ہیں لیکن کوّے نہیں سیکھتے۔"

وہ اس قدر ناراض ہوئے کہ علاج موقوف کر دیا۔" (مرقاۃ الیقین)

(مرسلہ: حافظ فضل الرحمان ربوہ)

(۴)

کولمبس نے جب امریکہ دریافت کیا تو لوگوں نے حسد کی وجہ سے اس کے اس فعل کی تحقیر شروع کر دی۔ چنانچہ وہ جہاں بھی بیٹھتا لوگ اس پر طنز کرتے کہ کولمبس نے بڑی دریافت کی ہے۔ وہ جہاز میں بیٹھا اور سامنے ایک ملک آگیا۔ بھلا اس دریافت میں اس نے کیا کیا ہے؟

Digitized by khalafat Library Rabwah

ایک دفعہ کسی دعوت میں بہت سے لوگ شامل تھے اور خداقیہ رنگ میں آپس میں گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ کولمبس نے اپنی جیب سے ایک انڈا نکالا اور کہا اسے میز پر کھڑا کریں۔ جن لوگوں نے یہ کوشش کی وہ ناکام رہے جب وہ سارا زور لگا چکے اور انڈا کھڑا نہ ہوا تو کولمبس نے جیب میں سے ایک بڑا سا سوا نکالا اور انڈے میں سوراخ کر دیا۔ سوراخ کی وجہ سے اس میں سے لعاب نکل آیا۔ کولمبس نے اس لعاب کے ذریعہ سے انڈے کو میز پر کھڑا کر دیا۔ اس پر کولمبس نے کہا کہ انڈا کھڑا ہو گیا کہ نہیں؟ تم کہتے تھے کہ امریکہ کا سفر کولمبس نے کیا اور امریکہ دریافت ہو گیا۔ ہمیں یہ موقع نہ ملا اس لئے ہم رہ گئے۔ مگر اس انڈے کو کھڑا کرنے کا تو موقعہ مل گیا تھا۔ تم اسے کھڑا نہ کر سکے۔ تو حقیقت یہ ہے کہ کام کرنا اور چیز ہے اور یہ کہہ دینا کہ ایسا کام تو ہر شخص کر سکتا ہے اور بات ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد ۶ جزء ۴ حصہ سوم صفحہ ۲۳۵)

(۵)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب مسلمانوں میں دولت بڑھ گئی۔ اور غرور آنا شروع ہو گیا تو بادشاہ ایسا کیا کرتے تھے کہ وہ جب حج کے لئے جاتے تھے تو پہلے ان کا نوکر آکر مسجد میں ان کا مصلّٰی بچھا دیتا تھا۔

ایک دفعہ بادشاہ کا مصلّٰی بچھا ہوا تھا کہ ایک غریب آیا اور اس پر کھڑا ہو گیا۔ سپاہی نے کہا۔ یہ بادشاہ کا مصلّٰی ہے اس پر تم کیوں کھڑے ہوئے؟ اس پر اس نے جواب دیا۔ یہ بادشاہ کا دربار نہیں۔ اس دربار میں ہم سب برابر ہیں۔

جب سپاہی نے زیادہ دباؤ ڈالنے کی کوشش کی تو سارے نمازی کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا۔ یہ بڑے بادشاہ یعنی خدا تعالیٰ کا دربار ہے اس میں دنیاوی بادشاہ کی بھی وہی حیثیت ہے جو ایک نوکر کی ہے۔ مگر وہ بھی یہاں ایسا ہی ہے جیسا کہ اور ہے مسجد میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ آخر بادشاہ کو بھی جھکنا پڑا۔

(تفسیر کبیر۔ صفحہ ۲۱۱)

(مرسلہ، عبد السلام خان طارق)

○

● دولت مند کے ساتھ وقار اور غریب سے ملو اور درویشوں کے ساتھ عجز و انکسار سے پیش آؤ

(شیخ عبد القادر جیلانیؒ)

● والدین کے چہرہ پر محبت سے نگاہ کرنا بھی ایک عبادت ہے

(معین الدین چشتیؒ)

Digitized by khalafat Library Rabwah

دنیا کی مختلف زبانوں میں ہفتہ کے سات دن

اُردو	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ
عربی	یوم الاحد	یوم الاثنین	یوم الثلاثاء	یوم الاربعاء	یوم الخمیس	یوم الجمعہ	یوم السبت
سندھی	آچر	سومر	اڱارو	اربع	خمیس	جمعو	چھنچھر
پرتگالی	روبی بار	سوبار	موتگلبار	بودھ بار	برہسپتبار	سنیبار	سنیبار
انگریزی	سنڈے	منڈے	ٹیوزڈے	ویڈنزڈے	تھرسڈے	فرائڈے	سیٹرڈے
گجراتی	روبار	سوموار	منگلوار	بودھوار	گرھوار	سکراوار	سنیوار
مرہٹی	روبیّار	سوماوار	منگلوارس	بودھوار	گروار	شکراوار	سابائو
اٹلین	ڈومینکا	لونیڈے	مارٹیڈے	مرکولیڈے	گیوڈیڈے	نیرڈے	سابائو
پرتگالی	ڈومنگو	لونیس	مارٹیس	میرکولیس	جوبیروئیس	وینرنیس	ساب بازو
جرمن	سونٹیگ	مونٹیگ	ڈی نسٹیگ	مٹ وچ	ڈونرٹیگ	فریٹیگ	سنیگ
سویڈن	سونڈاگ	مانڈاگ	ٹسڈاگ	اونڈاگ	ٹرسڈاگ	فریڈگ	سورڈاگ
فرانسیسی	ڈیمانشی	لنڈے	ماڈے	مرکیڈے	جیوڈے	وینڈرے	سامیڈے
روسی	وسکریسینئے	پانی ایڈیلنک	ٹورنیک	سیڈار	شیواغ	پیاٹنٹا	سبوٹا
فارسی	یک شنبہ	دو شنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنج شنبہ	جمعہ	شنبہ

نسیم اقبال گوندل - گوٹھ احمدیہ - ضلع تھرپارکر (سندھ)

Digitized by khalafat Library Rabwah

ماہ "جنوری" — اسلامی تاریخی واقعات کے آئینہ میں

- یکم جنوری ۱۸۹۸ء — تعلیم الاسلام سکول قادیان جاری ہوا
- ۲ر " ۶۲۲ء — حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مکہ سے مدینہ پہنچے
- ۳ر " ۱۹۰۷ء — سعد اللہ لدھیانوی مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاک ہوا
- ۴ر " ۱۸۹۹ء — حضرت مسیح موعود علیہ السلام محمد حسین بٹالوی کے مقدمہ کے سلسلہ میں گورداسپور کے پہلے سفر پر تشریف لیگئے
- ۵ر " ۱۹۰۰ء — مسجد مبارک قادیان کے رستہ میں مخالفوں نے دیوار کھڑی کردی۔
- ۷ر " ۱۹۳۸ء — حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے پہلی مرتبہ لاؤڈ سپیکر پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔
- ۱۰ر " ۱۹۶۶ء — اعلان تاشقند ہوا۔ جس کے نتیجہ میں جنگ پاک و ہند ۶۵ء شدید ہوگئی۔
- ۱۱ر " ۱۸۲۷ء — سید احمد شہیدؒ کی بیعت امامت و خلافت ہوئی۔
- ۱۲ر " ۱۸۸۹ء — حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔
- ۱۴ر " ۱۹۴۹ء — ربوہ میں پہلا ڈاکخانہ کھولا گیا۔
- ۱۵ر " ۱۹۷۱ء — صدر سادات نے اسوان بند کا افتتاح کیا
- ۱۶ر " ۱۹۳۵ء — عراق میں شیخ احمد عرفانی شہید کردیئے گئے۔
- ۱۹ر " ۱۹۲۰ء — مفتی محمد صادق بطور مبلغ لندن سے امریکہ روانہ ہوئے۔
- ۲۰ر " ۱۹۰۲ء — اجراء رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو و انگریزی
- ۲۲ر " ۱۸۹۱ء — حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب فتح اسلام شائع ہوئی
- ۲۳ر " ۱۸۹۷ء — " " " " " انجام آتھم " "
- ۲۴ر " ۱۸۹۸ء — " " " " " کتاب البریہ " "
- ۲۸ر " ۱۹۴۴ء — حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے "مصلح موعود" ہونے کا دعویٰ فرمایا۔
- ۲۹ر " ۱۹۰۶ء — صدر انجمن احمدیہ قادیان قائم ہوئی۔
- ۳۰ر " ۱۹۵۰ء — بیرون پاکستان میں جماعت کا پہلا کالج گولڈ کوسٹ (گھانا) میں کھولا گیا۔
- ۳۱ر " ۱۹۳۸ء — مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام۔ پہلے صدر مولوی قمر الدین تھے۔

(سید عابد حسین ۶۷ء۔ جامعہ احمدیہ ربوہ)

Digitized by khalafat Library Rabwah

ہفت روزہ بدر

"راہِ مولا میں جو مرتے ہیں وہی جیتے ہیں"

حق اور باطل دو متضاد قوتیں ہیں جن میں پیدائشِ آدم سے اب تک تصادم جاری ہے۔ باطل قوتیں ہمیشہ حق پرستوں کو ستانے اور مٹانے کے درپے رہتی ہیں۔ جہاں مسلمانوں کا فرض اولین اپنے لئے امن کی فضا ہموار کرنا ہے وہاں یہ فرض بھی انہی کا ہے کہ ساری دنیا میں امن و امان کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ بعض لوگ عادتاً فساد ہونے کے سبب ارضِ خدا پر بگاڑ اور بدنظمی پیدا کرنے کو بے کل رہتے ہیں ان کے سدِ باب کے لئے خدائے عظیم نے مسلمانوں کے لئے جہاد کو لازم قرار دیا ہے سورہ بقرہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔

"اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کا بعض لوگوں کے ذریعہ دفاع نہ کرے تو زمین میں فساد ہو جائے"

مزید قرآنی آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر جہاد نہ ہو تو کفار دین کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کریں اور مسلمانوں کو جبراً ارتداد کے پُرخار دشت میں دھکیل دیں۔

خدائے عزوجلّ اپنے پیروؤں سے یہ توقع ہرگز نہیں رکھتا کہ وہ لاؤلے اور آرام کوشی رہیں بلکہ ان کو یہ یقین دلاتا ہے کہ زندگی سراسر جہد کا نام ہے۔ جب دشمنوں کے تشدد حد سے گزر جائیں تو ان کے مقابلہ میں بے دریغ تلوار استعمال کرو۔ جہاد میں شمولیت کے وقت مسلمان اپنے مال اور جان کی قربانی کے لئے صدق دل سے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ بھی اس کو خلوصِ نیت کا وہ اجر بخشتا ہے جو کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ جو فتح یاب ہو کر لوٹے وہ دنیا میں ہی اجر پا لیتا ہے اور جو شہید ہو جائے اس کو حیاتِ جاوداں عطا ہوتی ہے۔

بعض وقت ایسے بھی آ جاتے ہیں جب ظلم و ستم سہنے پڑتے ہیں اور بڑے بڑے پختہ ایمان والے مضطرب ہو جاتے ہیں لیکن اللہ کے بندے

Digitized by khalafat Library Rabwah

آخری دم تک صبر و استقامت سے کام لیتے ہیں۔
راہِ حق میں فدا کے متوالے سروں پر آرے چلوا
لیتے ہیں مگر یہ بات انھیں راہ حق سے ہٹا نہیں سکتی۔

؎ یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

شہادت ہی بقائے زندگی ہے خدا تعالیٰ نے
شہداء کو زندہ قرار دیا ہے۔ وہ مرتے نہیں ان کا
رتبہ بہت بلند ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں خدا
تعالیٰ نے شہیدوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:۔

"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ
بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا
تَشْعُرُوْنَ ۝"

(ترجمہ:) جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں
انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ
ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے۔

انبائے دنیا اس رتبے کی عظمت اور
بڑائی کو پہچاننے سے قاصر ہیں جو خدا تعالیٰ نے
ان کے حصے میں لکھی ہے۔ آقائے دو جہاںؐ نے
شہیدوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ:۔

"ہر میت کے اعمال اس کی موت
کے ساتھ ہی ختم ہو جاتے ہیں
سوائے اس مومن سپاہی کے جس
کا عمل قیامت کے دن تک نشوونما پاتا ہے۔"

شہداء کی جزا کے لئے قیامت کا انتظار نہیں
ہوتا۔ بلکہ ان کو سیدھا جنت میں داخل کر دیا جاتا
ہے۔ قیامت کے دن انھیں بھی موت و حیات
کے مرحلے سے گزرنا ہوگا لیکن انھیں کسی قسم کی
کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ بلکہ ان کی شان اور اعزاز
بنو آدم کے سامنے نمایاں ہوگا۔ جس مومن نے
شہادت کا رتبہ پا لیا۔ وہ بامِ عروج تک پہنچ
گیا۔ شہادت اتنا عظیم سرمایہ ہے کہ جس کے
بارے میں حضور اکرمؐ نے فرمایا:۔

"جنت میں داخل ہونے کے بعد
کوئی شخص دنیا میں اس خیال سے
واپس آنے کو پسند نہ کرے گا کہ
زمین میں جو کچھ ہے اس کو مل جائے
مگر شہید کی یہ آرزو ہوگی کہ وہ
دنیا میں واپس جائے اور دس مرتبہ
مارا جائے اس لئے کہ وہ شہادت
کی عظمت اور ثواب کو جانتا ہے۔"

(نصیرہ نور۔ حجرہ شاہ مقیم۔ ساہیوال)

انتقام کی آگ

ایک دفعہ ایک شیر ایک دریا کے کنارے
پانی پینے لگا۔ ادھر ایک مگرمچھ بھی بھوک مٹانے
کے لئے کسی شکار کی تاک میں تھا۔ جونہی اس نے

Digitized by khalafat Library Rabwah

شیر کو دیکھا تو اس نے سوچا کہ شیر کو مارنا تو بہت مشکل ہے۔ آخر اس کے ذہن میں ایک تدبیر آئی۔ اور جونہی شیر پانی پی چکا اور واپس جانے کے لئے مڑا۔ مگرمچھ نے اس کی دُم دانتوں میں جکڑ کر اس زور سے دبائی کہ دم کٹ گئی۔

شیر کو اس بات پر شدید غصہ اور افسوس ہوا۔ اب مگرمچھ تو پانی میں چلا گیا تھا لہٰذا شیر کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ آخر اس نے بھی اپنے انتقام کے لئے تدبیریں سوچنا شروع کر دیں

ایک دن شیر کا کام بن ہی گیا۔ اس نے کسی مردہ جانور کی آنتیں لیں جو بہت لمبی تھیں وہ ان آنتوں کو لے کر دریا کے کنارے پہنچا۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ مگرمچھ کو خشکی پر نکال کر مارا جائے۔ چنانچہ اس نے وہ آنتیں اس طرح ترتیب سے رکھیں کہ ان کا ایک سرا دریا کے کنارے پر تھا تو دوسرا ایک جھاڑی کے پاس تھا۔ اور شیر خود جھاڑی میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ مگرمچھ نے جب آنتوں کو دیکھا تو اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اس نے آنتوں کو کھانا شروع کر دیا وہ آنتیں کھاتے کھاتے دریا سے باہر نکل کر خشکی پر آ گیا۔ جونہی وہ جھاڑی کے پاس پہنچا شیر نے موقع پا کر اس پر حملہ کر دیا اور اسے دبوچ لیا۔ اب تو مگرمچھ قابو میں آ گیا تھا اس نے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر بے سود۔ آخر شیر نے اسے مار ڈالا اور بڑی مزیدار خوراک بنا کر کھایا۔ تو یہ تھی انتقام کی آگ۔ جو کہ شیر کے سینے میں لگی ہوئی تھی اور اس نے اسے بجھایا۔

(صادق محمد طاہر۔ ربوہ)

○

شہزادے کی ہنرمندی

ایک دفعہ ایک چھوٹا سا شہزادہ اکیلا سیر کو نکلا۔ راستے میں ایک بڑھیا اس کو ملی اور بہلا پھسلا کر اپنے گھر لے گئی۔ گھر پہنچ کر بڑھیا نے شہزادے کو ایک کمرے میں بند کر دیا اور باہر سے کنڈی لگا دی۔ خود بڑھیا چھری تیز کرنے لگی۔ بچہ گھبرا گیا اور بڑھیا سے پوچھا۔ کہ "یہ چھری کیا کرو گی؟" بڑھیا نے کہا کہ میں مردم خور ہوں اور چھوٹے بچوں کو پکڑ کر لے آتی ہوں گھر پر آ کر ان کو کاٹتی ہوں اور ان کا گوشت کھاتی ہوں۔

بچہ جان بچانے کی ترکیب سوچنے لگا آخر اس کو ایک ترکیب سوجھی۔ اس نے بڑھیا سے کہا۔ کہ میں شہزادہ ہوں اور تم کو بادشاہ سے انعام دلوا سکتا ہوں۔ بڑھیا نے کہا میں تمہاری چالاکی میں آنے والی نہیں۔

بچے نے کہا کہ تم مجھے آزاد نہ کرو۔ بلکہ مجھے رنگ برنگے دھاگے لا دو میں تم کو ایک خوبصورت

Digitized by khalafat Library Rabwah

پھول دار قالین بنا دوں گا۔ یہ قالین تم بادشاہ کو پیش کر کے انعام حاصل کر سکتی ہو۔

بڑھیا کو یہ بات پسند آئی۔ وہ بازار سے دھاگے لے آئی اور لڑکے نے خوب صورت قالین بنانا شروع کر دیا۔

ادھر شہزادے کی گمشدگی سے بادشاہ بہت پریشان تھا۔ بہت کوشش کے باوجود بچہ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ کچھ دنوں میں جب قالین تیار ہو گیا تو بڑھیا خوشی خوشی قالین لے کر بادشاہ کے دربار میں پہنچی۔ بادشاہ یہ خوب صورت قالین دیکھ کر بہت خوش ہوا اس نے جب پھولوں کو غور سے دیکھا تو یہ عبارت لکھی ملی:۔

"ابو جان اس بڑھیا نے مجھے
اپنے گھر بند کر رکھا ہے۔ مجھے
آزاد کروائیں۔"

بادشاہ کو بات سمجھ آ گئی۔ اس نے بڑھیا کے ساتھ سپاہی بھیجے اور شہزادہ کو آزاد کرا کر لے آئے بڑھیا کو بادشاہ نے سخت سزا دی۔

بچو! دیکھو شہزادہ اپنی ہنرمندی کی وجہ سے اپنی جان بچانے میں کس طرح کامیاب ہو گیا۔

(ملک طاہر احمد۔ واہ کینٹ)

○

سات باتوں سے بچو!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیکی کی بات جہاں سے بھی ملے حاصل کرنی چاہئے اور بری بات جہاں بھی دیکھو اسے ترک کر دو۔ اس سلسلہ میں آپ کو بارھویں صدی کے امام اور مجدد حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نصیحت اور اچھی بات بتاتے ہیں۔ آپ نے اپنے عقیدت مندوں کو وزع دیل نصائح فرمائیں جن کی تعداد سات تھی۔ اور اس کے متعلق ارشاد کیا کہ جس شخص میں یہ سات باتیں ہونگی وہ تذلیل کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ اس پر آپ کے عقیدتمندوں نے عرض کیا۔ "وہ کون سی ہیں؟" تو آپ نے فرمایا:۔

(۱) کسی دعوت میں بن بلائے پہنچ جانا۔
(۲) کسی مجلس میں اپنے رتبے اور حیثیت سے بالاتر جگہ طلب کرنا۔
(۳) مہمان بن کر میزبان پر حکم چلانا۔
(۴) دوسروں کی باتوں میں دخل دینا۔
(۵) ان لوگوں سے خطاب کرنا جو سننے کے لئے تیار نہ ہوں۔
(۶) بدچلن سے دوستی کرنا۔
(۷) سنگدل اور حریص دولت مند سے مدد کا طالب ہونا۔

(عبدالمالک۔ دارالذکر لاہور)

●

Digitized by khalafat Library Rabwah

ناصرات کے صفحات

(جناب مظفر احمد منصور ایم ایس سی۔ (زراعت) زرعی یونیورسٹی۔ معرفت انصاف کمپنی پرانی غلہ منڈی لائلپور)

آلو اور مٹر کے کباب

اشیاء:۔ آلو ½ سیر، مٹر ½ سیر، کالی مرچ پسی ہوئی۔ چائے کا ایک چمچ، گھی دو چھٹانک۔ انڈا ایک عدد۔ دودھ دو بڑے چمچ نمک و مرچ حسب ذائقہ

ترکیب: آلو ابال کر چھیل لیں۔ نمک مرچ مصالحہ ملا کر پیس لیں۔ مٹروں کے دانے نکال کر پانی میں ڈال لیں اور آگ پر ابالیں کہ مٹر گل جائیں۔ پانی سے مٹر نکال کر نمک مرچ شامل کر لیں۔ اور ہاتھوں میں ہلکا سا مل دیں اب آلو کی بڑی سی ٹکیہ بنا کر بیچ میں مٹروں کی تہہ لگائیں اور صفائی سے چاروں کونے ملا کر کباب کی طرح چپٹا گول کر لیں۔ انڈے کو چوڑی پلیٹ میں پھینٹ لیں اور دو چمچے دودھ ملا دیں اب کبابوں کے دونوں طرف انڈا لگا کر ڈبل روٹی کا چورا لگائیں اور توے پر گھی ڈال کر تل لیں۔ سرخ ہونے پر اتار لیں اور مزیدار کھائیں۔

(منیرہ شکور۔ ڈیپوٹ)

کام کی باتیں

- چٹنی۔ مربّے اور اس قسم کی کسی اور چیز کو زیادہ دیر تک محفوظ رکھنے کے لئے پوٹاشیم میٹا بائی سلفائیٹ کی نہایت قلیل مقدار ڈال دیں۔ ایک سیر چیز میں ایک ماشہ کافی ہے۔
- جسم کا کوئی حصہ جل جائے تو آلو کے پتے کاٹ کر یا پیس کر جلی ہوئی جگہ پر لگانے چاہئیں۔ اس طرح جلن کی تکلیف کافی حد تک رفع ہو جاتی ہے اور جلے ہوئے حصے پر آبلہ بھی نہیں پڑتا۔
- معدے کی خرابی کے باعث طبیعت پر بوجھل ہو کر گھبراتے یا متلی ہو تو تیز قہوے میں لیموں ملا کر پینے سے فوراً تسکین ملتی ہے۔
- آنکھوں کو تندرست رکھنے کے لئے آنکھوں میں شہد ڈالنا مفید رہتا ہے۔

(مرسلہ: قیصرہ نور۔ حجرہ شاہ مقیم)

Digitized by khalafat Library Rabwah

تکیے کے غلاف کیلئے خوبصورت پھول

ٹہنی اور چھوٹی پتیاں سبز دھاگے سے بنائیں۔ بڑی پتیاں عنابی یا جامنی رنگ سے اور درمیانی گول حصّہ پیلا بھریں۔ ڈنڈیاں سیاہ اچھی لگیں گی۔

—— بھرسلہ: ——

(نصیرہ نور۔ حجرہ شاہ مقیم)

رومال پر کاڑھنے کیلئے مختصر مگر دلکش پھول

(پسندیدہ رنگوں سے بنائیں)

(قدسیہ نور قدسی۔ حجرہ شاہ مقیم)

Digitized by khalafat Library Rabwah

خوب ہنسیے

کسی نے ایک شاعر سے پوچھا۔ "آپ جنت میں جانا پسند کریں گے یا دوزخ میں؟"
شاعر نے جواب دیا۔ "جہاں سامعین زیادہ ہوں گے۔"

استاد (لڑکے سے) "ریشمی دھاگہ کہاں ملتا ہے؟"
لڑکا: "جناب ہمارے ابا جان کی دکان میں۔"
دوسرا لڑکا: "تمہارے ابا کی دکان میں ملتا ہے تو جغرافیہ میں تمہاری دکان کا نام کیوں نہیں لکھا؟"
پہلا لڑکا: "جناب، جغرافیہ ۱۹۴۸ء میں چھپا تھا اور ہماری دکان ۱۹۵۰ء میں کھلی تھی۔"

ماں: "دیکھو بیٹا! فاروق نے اس مرتبہ یونیورسٹی کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔"
بیٹا: "امی جان۔ فکر نہ کریں۔ آئندہ سال میں یونیورسٹی کا گراموفون توڑ دوں گا۔"

گھڑی ساز جب ٹاور کی گھڑی صحیح کر کے نیچے اترا تو ایک صاحب نے پوچھا۔ "کیوں صاحب کیا گھڑی خراب ہو گئی تھی؟"
گھڑی ساز نے جھینپ کر جواب دیا۔ "جی نہیں۔ میری نظر کمزور ہے اس لئے ٹائم دیکھنے کے لئے اوپر چڑھا تھا۔"

دو اعیمی تالاب پہ نہانے گئے۔ پہلے نے کہا "بھئی تم یہیں ٹھہرو۔ پہلے میں نہاؤں۔"
دوسرے نے جواب دیا۔ "جاؤ میں بعد میں نہاؤں گا۔"
پہلا اعیمی گیا اور فوراً واپس آگیا۔ دوسرے نے پوچھا تو بولا۔ "میں نہیں نہا سکتا پانی گیلا ہے۔"

(سید ظہیر احمد)

Digitized by khalafat Library Rabwah

ایک عورت اپنے بچے کو آداب سکھا رہی تھی۔ اس نے کہا۔ "بیٹا جب پیشاب آئے تو کہا کرو کہ مجھے گانا سنانا ہے۔"

ایک دن بچے کے ماموں آگئے اور وہ بچہ ان کے ساتھ سو گیا۔ رات کو اٹھ کر چیخنے لگا کہ گانا سنانا ہے۔"

ماموں نے کہا کہ "ماں کی نیند خراب کرو گے جو کچھ سنانا ہے میرے کان میں سناؤ!"

اور بچے نے ان کے کان میں سنا دیا۔

آدمی: "برج ناتھ کے لئے ایک ٹکٹ چاہیئے۔"
بکنگ کلرک: "برج ناتھ یا کہ بیچ ناتھ؟"
آدمی: "برج ناتھ"
بکنگ کلرک: (اسٹیشنوں کی فہرست پر نگاہ ڈال کر) "مگر برج ناتھ نام کا کوئی اسٹیشن نہیں ہے۔"
آدمی: "باہر مسافر خانے میں بیٹھا ہوا ہے۔"
(منصور طاہر۔ لنگر ڈیرہ)

ایک دن ملا نصر الدین کی بیوی آئینہ دیکھ رہی تھی کہ وہ زار و قطار رونے لگی کیونکہ وہ بہت بدصورت تھی۔ ملا صاحب کہنے لگے۔

"اری نیک بخت کیوں رو رہی ہے۔ میں بھی تو تجھے بیس سال سے دیکھ رہا ہوں۔ کبھی مجھے بھی روتے دیکھا ہے؟"
(سید محمود احمد ضیا۔ سرگودھا)

رضوانہ (نائلہ سے) "کیا تم میرے جنازے پر آؤ گی؟"
نائلہ: "اگر تم میرے جنازے پر آئیں تو میں تمہارے جنازے پر ضرور آؤں گی۔"
(امۃ القدیر زاہدہ)

میاں بیوی کا کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔
خاوند: "نکل جاؤ میرے گھر سے۔"
بیوی: "نہیں جاتی تیرے باپ کا گھر ہے؟"
خاوند: "نہیں تو کیا تیرے باپ کا ہے؟"
بیوی (الحمدللہ سے) "باپ کا تو نہیں سسر کا تو ہے۔"

ایک عورت جسے پڑوسیوں سے چیزیں مانگنے کی عادت تھی جب اپنی پڑوسن سے مرچیں لینے گئی تو اس نے کہا۔
"ابھی تو پرسوں تمہیں مرچیں دی تھیں۔ تم خود کیوں نہیں خرید لیتیں؟"
"وہ تو پچھلے ماہ کی بات ہے۔ آج تو یکم تاریخ ہے۔" اس عورت نے جواب دیا۔
(زاہدہ پروین۔ ربوہ)

ایک بچہ پہلے دن سکول سے واپس آیا تو ماں نے پوچھا۔ "بیٹے استاد نے کچھ پڑھایا؟" بیٹے نے جواب دیا۔ "آج تو استاد نے

Digitized by khalafat Library Rabwah

کچھ نہیں پڑھایا شاید کل پھر جانا پڑے۔"
(طاہر احمد۔ واہ کینٹ)

استاد: (شاگرد سے) "بتاؤ تمہاری مادری زبان کیا ہے؟"
شاگرد: "جناب کوئی نہیں۔"
استاد: "وہ کیسے؟"
شاگرد: "جناب میری ماں گونگی ہے۔"
(محمد ارشد مہار۔ فیروز والا)

ڈاکٹر اور وکیل میں زوردار بحث ہو رہی تھی۔
وکیل: "ڈاکٹر! تمہاری ذرا سی غلطی سے انسان زمین سے چھ فٹ نیچے چلا جاتا ہے۔"
ڈاکٹر: "ہوں! لیکن جناب کی ذرا سی غلطی سے آدمی زمین سے چھ فٹ اونچا لٹک جاتا ہے۔"

ایک ڈاکٹر صاحب آپریشن کے بعد مریض کے پیٹ میں قینچی بھول گئے۔ جب یاد آیا تو دوبارہ ٹانکے کھول کر قینچی نکالی۔ لیکن چاقو بھول گئے۔ دوسرے روز پھر ٹانکے کھولنے کیے گئے۔ تو مریض نے تنگ آکر کہا۔ "ڈاکٹر صاحب! آپ یہاں پر ایک زپ (Zip) کیوں نہیں لگا دیتے؟"

استاد: (شاگرد سے) "بھینڈی کی انگریزی بتاؤ!"
شاگرد: "لیڈی فنگر"
استاد: "اور بینگن کی انگریزی کیا ہے؟"
شاگرد: "جنٹلمین فنگر"
(محمد اشرف نوشاہی۔ کراچی)

کسی نے آدھی رات کے وقت لائبریرین کو ٹیلیفون کیا۔ "مسٹر لائبریرین! لائبریری کتنے بجے کھلتی ہے؟"
"سات بجے صبح" لائبریرین نے جواب دیا "لیکن آدھی رات کو فون کرنے کا مقصد۔"
"سات بجے صبح سے پہلے نہیں کھل سکتی؟" اس نے دوبارہ بیچارگی کے عالم میں پوچھا۔
"جی نہیں۔" لائبریرین نے کہا۔ "مگر آپ اس وقت کیوں لائبریری جانا چاہتے ہیں؟"
"جانا کون کم بخت چاہتا ہے میں تو اندر سے باہر نکلنا چاہتا ہوں۔" دوسری جانب سے آواز آئی۔
(ناصرہ شفقت۔ دارالرحمت شرقی ربوہ)

ایک بچہ نماز میں بڑے خشوع و خضوع سے دعا مانگ رہا تھا۔ "یا اللہ جہلم کو پاکستان کا دارالخلافہ بنا دے۔"
باپ نے پوچھا۔ "تم یہ دعا کیوں مانگ رہے ہو؟"
بچے نے جواب دیا۔ "اس لئے کہ میں جغرافیہ کے پرچہ میں یہی لکھ آیا ہوں۔"
پرویز کوثر۔ دارالحمد شرقی۔ ربوہ

Monthly TASH-HEEZ-UL-AZHAN Rabwah

January 1977 Editor : M. Shafique Qaiser Regd. No. L 7128

Digitized by khalafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

ہمارا آپ کا اور سب کا اخبار

* اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اقتباسات * حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات * علمائے سلسلہ کے اہم مضامین بیرونی ممالک میں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل * ملکی اور غیر ملکی اہم خبریں شائع ہوتی ہیں -

آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں -

اسکی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے

(مینجر الفضل، ربوہ)

ہر قسم کا سامان سائنس واجبی نرخوں پر

خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

کنپٹ روڈ لاہور کو یاد رکھیں

فون : 64500

✦ بیج چارہ ✦ لوسن ✦ شفتل

✦ برسیم وغیرہ ✦ چنے سفید

✦ چری اور ✦ مرچ کنری

کی خرید و فروخت کے لئے ہمیں خدمت کا موقعہ دیں -

انصاف کمپنی

پرانی غلہ منڈی لائل پور

27926

Tittle Printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.